

نسب بد لئے کا شرعی حکم

تالیف

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ
(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت، پاکستان)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، ٹیٹھادر، کراچی، فون: 32439799

نام کتاب

نسب بد لئے کا شرعی حکم

مؤلف

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

سن اشاعت

ذوالقعدہ ۱۴۳۰ھ / نومبر ۲۰۰۹ء

تعداد اشاعت

۳۵۰۰

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، ٹیٹھادر، کراچی، فون: 32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

نوٹ

تمام افراد جو کہ ممبر شپ حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ کتاب کے آخر میں فارم موجود ہے، اور اس سے پہلے اکتوبر میں بھی فارم جاری کیا جا چکا ہے لہذا دسمبر تک فارم جمع کرا دیں۔

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
☆	پیش لفظ	5
۱۔	نسب بدلنے کا شرعی حکم	7
۲۔	قرآن کریم	7
۳۔	شان نزول	8
۴۔	ماخوذ و منسوخ	11
۵۔	حدیث شریف	13
۶۔	نسب بدلنے والے پر جنت کا حرام ہے	14
۷۔	حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت	14
۸۔	”اور وہ اُسے جانتا ہے“ کا معنی	15
۹۔	حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت	16
۱۰۔	”جس نے خود کو غیر باپ کی طرف منسوب کیا“ کا مطلب	16
۱۱۔	حضرت سعد اور ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت	20
۱۲۔	”جنت میں داخل نہ ہونے“ کا مطلب	22
۱۳۔	جنت کی خوشبو نہیں پائے گا	26
۱۴۔	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت	26
۱۵۔	خوشبو نہ پانے سے مراد	27
۱۶۔	نسب بدلنے کو کفر فرمایا گیا	27
۱۷۔	حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت	27

۱۸۔	”وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے“ کا مطلب	29
۱۹۔	”ہم میں سے نہیں“ کا مطلب	30
۲۰۔	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت	32
۲۱۔	”اعراض نہ کرو“ کا مطلب	32
۲۲۔	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت	34
۲۳۔	کافر ہونے کا مطلب	35
۲۴۔	نسب بدلنے کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر فرمایا گیا	41
۲۵۔	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت	41
۲۶۔	نسب بدلنے والے پر لعنت فرمائی گئی	45
۲۷۔	حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت	45
۲۸۔	حضرت ابو امامہ باجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت	46
۲۹۔	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت	46
۳۰۔	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت	48
۳۱۔	حضرت عمر و بن خارجه رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت	48
۳۲۔	لعنت سے مراد	49
۳۳۔	نسب بدلنے والے پر اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرمائے گا	51
۳۴۔	حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت	51
۳۵۔	نسب بدلنا بہت بڑا بہتان ہے	53
۳۶۔	حضرت واثقہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت	53
۳۷۔	ذکر کردہ احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء میں وعیدیں	54
۳۸۔	حکم	56
۳۹۔	ماخذ و مراجع	58

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين و العاقبة للمتقين و الصلوة و السلام على يا رسول الله ﷺ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو رب ہے تمام عالمین کا اور اچھی عاقبت پر ہیزگاروں کے لئے ہے اور درود و سلام ہو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر۔

نسبت بدلنے کا معنی ہے کہ کسی کی نسبت اُس کے اصل باپ کے بجائے کسی دوسری شخص کی طرف کر دی جائے۔ جیسا کہ قبل از اسلام زمانہ جاہلیت میں یہ طریقہ عام تھا کہ لے پالک کو پالنے والا شخص اس بچے کو اپنی طرف منسوب کرتا اور وہ بچہ بھی اپنے آپ کو پالنے والے کی طرف منسوب کرتا گویا وہ اس کو اپنا بیٹا بتاتا اور بچہ اسے اپنا باپ جانتا یہاں تک کہ پالنے والا اُس کو اپنی جائیداد میں شامل کرتا اور اپنی سگی اولاد کی طرح جانتا تھا۔

اگرچہ اسلام میں اس کی ممانعت کا حکم صادر ہو گیا اور اس فعل کو ناجائز قرار دیا گیا، لیکن یہی رسم و رواج علوم و دینیہ سے بے اتفاقی کے باعث مسلمانوں میں بھی زور پکڑتا گیا اور بعض لوگ اپنا نسب چھپانے لگے اور اپنی نسبت غیر باپ کی طرف کرنے لگے، بعض غیر سید حضرات اپنے آپ کو سید ظاہر کرنے لگے۔

اسی طرح وہ لوگ جو کہ بے اولاد ہوتے ہیں اور کسی کے بچے کو پالتے ہیں تو اپنی انا کی تسکین کی خاطر اس بچے کی نسبت اپنی طرف کر دیتے ہیں یہاں تک کہ بچے کے اسکول اور کالج کے سرٹیفکیٹ وغیرہ میں اصل والد کی جگہ اپنا نام لکھوا دیتے ہیں اور معاشرے کے آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرنے کے ساتھ ساتھ اُس بچے کو بھی دھوکے میں رکھتے ہیں اور اس طرح گناہ عظیم کے مرتکب ہوتے ہیں۔

اس پر قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ ﷺ میں بھی واضح ممانعت موجود ہے کہ باپ کی جگہ کسی دوسرے کا نام لگانا جائز نہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

”انہیں اُن کے باپ کا ہی کہہ کر پکارو جن سے وہ پیدا ہوئے یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے“۔ (سورہ احزاب)

لہذا قرآنی فرمان سے ثابت ہو گیا کہ جب اسلام میں اس کی ممانعت ہے تو پھر جان بوجھ کر ایسا کرنے والا مجرم اور خطا کار ہے۔

دراصل ایسا کرنے والا صرف لوگوں کو ہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو بھی دھوکے میں رکھتا ہے، بارہا دیکھا جاتا ہے کہ جب یہ راز کھل جائے تو پھر بچہ والدین کی طرف پلٹ جاتا ہے یا پھر وہ کسی بھی طرف کا نہیں رہتا۔ اسی صدمے میں اس کی ذہنی صلاحیت بھی مغلوب ہو جاتی ہے، بہر حال بحیثیت مسلمان ہمیں چاہئے کہ اس طرح کا جرم کرنے سے بچے رہیں اور لوگوں کو اس کی ترغیب دلائیں تاکہ اللہ اور رسول ﷺ کی مافرمانی سے بچ کر اپنی آخرت کی بہتری کا سامان بنایا جاسکے۔

اراکین جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کی خواہش پر حضرت مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب نے اس پر ایک جامع اور مختصر رسالہ تحریر فرمایا، جس کو ادارہ اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے 187 ویں نمبر پر شائع کر رہا ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے طفیل ہم سب کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے خواص و عوام کے لئے نافع بنائے۔ آمین

سید محمد طاہر نعیمی غفرلہ

نسب بدلنے کا شرعی حکم

اسلام میں نسب بدلنے سے منع کیا گیا ہے، حکم دیا گیا کہ ہر شخص اپنی نسبت اپنے باپ کی طرف کرے، کسی کو بھی اُس کے آباء کے غیر کی طرف منسوب نہ کیا جائے، غیر سید اپنے آپ کو سید نہ بتائے اور غیر سادات کو سادات نہ کہا جائے، اس ممانعت پر قرآن کریم اور حدیث شریف وارد ہے اور نبی ﷺ نے اس پر وعیدیں بیان فرمائی ہیں۔

قرآن کریم

اسلام سے قبل لے پا لک کو اپنی طرف منسوب کرنے اور انہیں اپنی اولاد بتانے کا عام رواج تھا اور لوگ بھی لے پا لک کو پالنے والے کا بیٹا کہتے تھے، اور وہ بھی اپنے آپ کو پالنے والے کا بیٹا بتاتے تھے، اور ابتداء اسلام میں یہ معاملہ اسی طرح رہا۔ چنانچہ علامہ ابوالحسن علی بن حنفیہ بن عبد الملک متوفی ۴۳۹ھ لکھتے ہیں:

إِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا لَا يَسْتَكْرُونَ ذَلِكَ أَنْ يَتَنَبَّى الرَّجُلُ مِنْهُمْ غَيْرَ ابْنِهِ الَّذِي حُرِّجَ مِنْ صُلْبِهِ فَنَسَبَ إِلَيْهِ، وَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ أَيْضاً فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ (۱)

یعنی، بے شک اہل جاہلیت اسے معیوب نہیں سمجھتے تھے کہ اپنے صُلبی بیٹے کے علاوہ کسی اور کو اپنا متنبی (لے پا لک) بنالیں اور اُسے اپنی طرف منسوب کریں اور یہ امر اول اسلام میں بھی جاری رہا۔

پھر اس سے منع کر دیا گیا، چنانچہ امام شرف الدین حسین بن محمد طبری متوفی ۴۳۳ھ (۲)

۱۔ شرح ابن بطلال، کتاب الفرائض، باب "مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ الْخَطَأَ"، ۳۸۳/۸

۲۔ شرح الطبری، کتاب النکاح، باب اللعان، الفصل الأول، ۳۹۶/۶

اور ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ (۳) لکھتے ہیں:

قَدْ كَانُوا يَفْعَلُونَ فَنَهَى عَنْهُ

یعنی، لوگ ایسا کیا کرتے تھے پھر اس سے روک دیا گیا۔

اور ممانعت کے لئے قرآن کریم میں جو حکم مازل ہو، اُس کی ابتداء یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿مَا جَعَلَ أَذْعِيَاءَ كُمْ أَبْنَاءَ كُمْ﴾ (الآیة ۴)

ترجمہ: اور نہ تمہارے لے پا لکوں کو تمہارا بیٹا بنایا۔ (کنز الایمان)

شان نزول

امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی مالکی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں کہ

قوله تعالى ﴿مَا جَعَلَ أَذْعِيَاءَ كُمْ أَبْنَاءَ كُمْ﴾ أجمع أهل التفسير على أن هذا نزل في زيد بن حارثة، و روى الأئمة أن ابن عمر قال: ما كنا ندعوا زيد بن حارثة إلا زيد بن محمد حتى نزلت ﴿أَذْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَفْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ﴾ (۵)

یعنی، اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ "اور نہ تمہارے لے پا لکوں کو تمہارا بیٹا بنایا" اہل تفسیر کا اس پر اجماع ہے کہ یہ آیت حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں مازل ہوئی، اور ائمہ نے روایت کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا "ہم زید بن حارثہ کو نہیں پکارتے تھے مگر زید بن محمد" یہاں تک کہ یہ آیت مازل ہوئی (جس میں حکم ہوا کہ) "انہیں اُن کے باپ کا بیٹا نہ کہہ کر پکارو (جن سے وہ پیدا ہوئے) یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے۔"

۳۔ مرقات، کتاب النکاح، باب اللعان، برقم: ۳۳۱، ۳۶/۶

۴۔ الانحزاب: ۴/۳۳

۵۔ تفسیر القرطبی، سورة الانحزاب، الآیة: ۴، ۴/۷، ۱۱۸/۱

اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿مَا جَعَلَ أَذْعِيَاءَ كُمْ أَبْنَاءَ كُمْ﴾ کے بارے میں علماء کرام نے لکھا ہے کہ اس میں دو احتمالات ہیں چنانچہ امام ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی سمرقندی حنفی متوفی ۳۳۳ھ لکھتے ہیں کہ

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ”اور نہ تمہارے لے پا لگوں کو تمہارا بیٹا بنایا“ دو وجوہ کا احتمال رکھتا ہے اُن میں سے ایک یہ کہ تمہارے لے پا لگوں کو آباء کی طرف نسب کے حق میں تمہارا بیٹا نہیں بنایا اور وہ جو کچھ واقعات میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو اپنا بیٹا بنا لیتا تو وہ اُس کی اولاد کے ساتھ اُس کا وارث ہوتا اور یہی وہ شی ہے جو لوگ زمانہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے (تو مطلب ہوگا کہ) جسے تم زمانہ جاہلیت میں مدد و نصرت کے لئے اپنا بیٹا بناتے ہو انہیں اسلام میں تمہارا بیٹا نہیں بنایا۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ تمہارے لے پا لگوں کو نسبیت کے حق میں تمہارا بیٹا نہیں بنایا جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے کہ لوگ حضرت زید بن حارثہ کو زید بن محمد کہتے تھے۔ (۶)

اور لے پا لگوں کو اپنا بیٹا کہنا، یہ لوگوں کو اپنی بنائی ہوئی بات تھی جس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہ تھا کہ کسی کو اپنا بیٹا بنانے سے وہ بیٹا نہیں بن جاتا، کسی کا نسب بدل دینے یا بدل لینے سے اُس کا نسب نہیں بدل جاتا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ذَالِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ﴾ (الآیہ ۷)

ترجمہ: یہ تمہارے منہ کا کہنا ہے۔ (کنز الایمان)

اس کے تحت امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں:

قوله تعالى: ﴿ذَالِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ﴾ تأكيد ببطلان القول، أي أنه قول لا حقيقة له في الوجود، إنما هو

۶۔ تأویلات أهل السنة، سورة الأحزاب، الآية: ۴، ۴/۱۰۰

۷۔ الأحزاب: ۴/۳۳

قول لسانى فقط (۸)

یعنی، اللہ تعالیٰ کا فرمان ”یہ تمہارے منہ کا کہنا ہے“ میں ”بِأَفْوَاهِكُمْ“ (تمہارے منہ) لوگوں کے قول کے بطلان کی تاکید ہے (کہ تمہارا کسی اور کے بیٹے کو بیٹا بنانا باطل ہے) یعنی یہ ایسا قول ہے کہ جس کے وجود کی کوئی حقیقت نہیں ہے وہ فقط زبانی قول ہے۔

اور حقیقت وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ﴾ (۹)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے۔ (کنز الایمان)

پھر صریح حکم ہوا کہ اب تم انہیں اُن کے نسبى باپوں کی طرف منسوب کر دو۔

چنانچہ امام قرطبی مزید لکھتے ہیں کہ

فأمر تعالى بدعاء الأعداء إلى آبائهم للصلب (۱۰)

یعنی، پس اللہ تعالیٰ نے لے پا لگوں کو اُن کے صلبى باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارنے کا حکم فرمایا۔

چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

﴿ادْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ﴾ (الآیہ ۱۱)

ترجمہ: انہیں اُن کے باپ کا ہی کہہ کر پکارو (جن سے وہ پیدا ہوئے)۔ خزائن

العرفان (یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے۔ (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ میں ”أَقْسَطُ“ کا معنی ”أَعَدَلُ“ ہے یعنی زیادہ عدل اور انصاف والی بات، تو مطلب یہ ہوگا کہ کسی آدمی کا اپنے آپ کو اپنے نسبى باپ کی طرف منسوب کرنا، باپ

۸۔ تفسیر القرطبی، سورة الأحزاب، الآية: ۴، ۵، ۷/۱۴، ۲۰/۱۲۱

۹۔ الأحزاب: ۴/۳۳

۱۰۔ تفسیر القرطبی، سورة الأحزاب، الآية: ۵، ۷/۱۴، ۲۱/۱۲۱

۱۱۔ الأحزاب: ۵/۳۳

کے غیر کی طرف منسوب کرنے سے زیادہ عدل و انصاف والی بات ہے، اگر اس پر کوئی اعتراض کرے کہ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ خود کو غیر باپ کی طرف منسوب کرنا بھی انصاف والی بات ہے اور زیادہ انصاف کی بات یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو نبی باپ کی طرف منسوب کرے حالانکہ اپنے آپ کو باپ کے غیر کی طرف منسوب کرنا انصاف کی بات نہیں ہے بلکہ یہ ظلم ہے گناہ ہے تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ اس آئیہ کریمہ میں اسم تفصیل ”اَقْسَطُ“ مجازاً صفت مضبوطہ کے معنی میں ہے اور یہاں زیادتی مراد نہ ہوگی بلکہ مراد صرف عادلانہ فیصلہ اور انصاف کی بات ہے۔

اس آیت میں اپنے نسب کی حفاظت کا حکم دیا گیا اور اس بات پر سختی فرمائی گئی کہ کوئی شخص دانستہ اپنے کو کسی غیر کا بیٹا نہ کہے اور نہ اپنا نسب کسی غیر کے ساتھ جوڑے۔

ناسخ و منسوخ

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ اسلام سے قبل لے پا لک کو اپنی طرف منسوب کرنے اور انہیں اپنی جائیداد میں وارث قرار دینے کا عام رواج تھا اور ابتداء اسلام میں بھی عمل اسی پر جاری تھا کہ جب تک اسلام میں اس سے کوئی ممانعت وارد نہ ہوئی اس پر عمل کی اجازت تھی پھر قرآن کریم میں اس کی باحت کو منسوخ کر دیا گیا چنانچہ امام قرطبی لکھتے ہیں:

دلیل علی أن التَّبَنِّي كَانَ مَعْمُولًا بِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالْإِسْلَامِ،
بِتَوَارِثِهِ وَبِتَنَاصُرِهِ، إِلَى أَنْ نَسَخَ اللَّهُ ذَلِكَ بِقَوْلِهِ: ﴿ادْعُوهُمْ
لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ﴾ أَيْ أَعْدِلْ، فَرَفَعَ اللَّهُ حِكْمَ التَّبَنِّيِ،
وَمَنْعَ مَنْ إِطْلَاقَ لَفْظِهِ، وَارْتِشَادَ بِقَوْلِهِ إِلَى أَنَّ الْأَوَّلَى وَالْأَعْدِلَ أَنْ يُنْسَبَ الرَّجُلُ إِلَى أَبِيهِ نَسَبًا (۱۲)

یعنی، اس پر دلیل کہ متبنی (یعنی لے پا لک بنانے) کا جاہلیت اور اسلام میں معمول تھا اور اس کو وارث قرار دیا جاتا اور ان سے مدد حاصل کی جاتی یہاں

تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے اس فرمان سے منسوخ فرمادیا کہ ”انہیں ان کے باپ کا ہی کہہ پر پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے“ (تو یہ نسخ اس پر دلیل ہے کہ زمانہ جاہلیت اور ابتداء اسلام میں اس کا معمول تھا) اور ”اَقْسَطُ“ بمعنی ”اَعْدِلُ“ کے ہے پس اللہ تعالیٰ نے تنبی کا حکم اٹھالیا اور اور اس کے لفظ کے اطلاق سے منع فرمادیا اور اپنے فرمان سے ہمیں راہ یہ دکھائی کہ اولیٰ اور اندل یہ ہے کہ مرد کو اس کے نبی باپ کی طرف منسوب کیا جائے۔

اور اگر غلطی سے بلا ارادہ کہہ دیا جائے تو اس پر پکڑ نہیں ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

﴿وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ﴾ (الآیہ ۱۳)

ترجمہ: اور تم پر اس میں کچھ گناہ نہیں جو دانستہ سے صادر ہوا۔ (کنز الایمان)

جیسے کوئی کسی بزرگ یا استاد یا اپنے مرشد کو تعظیم کے طور پر باپ کہہ دے اور اس سے اس کی مراد یہ نہ ہو کہ وہ اس کے نسب سے ہے اسی طرح کوئی بڑا کسی بچے کو ازراہ شفقت بیٹا کہے یا کوئی استاد اپنے شاگرد کو، شیخ اپنے مرید کو شفقت کے طور پر بیٹا کہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ ان کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ وہ اسے اپنا صلی بیٹا کہہ رہے ہیں۔

گناہ تو اس صورت میں ہے جب کسی کو جانتے ہوئے اپنا نبی باپ سمجھ کر باپ بتائے جیسے لوگ اپنا نسب بدل لیتے ہیں۔ غیر سادات، سادات کہلواتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ سادات سے نہیں ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ نسب بدلنا حرام ہے، اور اسی طرح کوئی شخص یہ جانتے ہوئے کہ یہ اس کا بیٹا نہیں ہے اسے اپنا صلی بیٹا کہہ یا بتائے، چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

﴿وَلَكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ﴾ (الآیہ ۱۴)

ترجمہ: ہاں وہ گناہ ہے جو (ممانعت کے بعد) دل کے قصد سے کرو۔ (کنز الایمان)

پھر جاہلیت کی طرف نسبت کا جرم غیر جاہلیت کی طرف نسبت کے جرم سے بڑا ہے چنانچہ

امام قرطبی نے لکھا کہ حضرت مقداد بن اسود جو عمر و کے بیٹے تھے، اسود نے انہیں اپنا چھٹی (یعنی لے پا لک) بنایا تھا اور وہ اُن ہی کے نام سے معروف تھے جب یہ حکم مازل ہو تو آپ نے فرمایا کہ میں ابن عمرو ہوں لیکن لوگوں میں ابن اسود کے نام سے ہی معروف رہے اور کسی نے بھی انہیں مقداد بن اسود کہنے والے والے کو گنہگار قرار نہیں دیا، اسی طرح حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ تھے جو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب تھے اور اسی کے ساتھ مشہور تھے اور یہ حضرت زید بن حارثہ کے حال کے برخلاف ہے کیونکہ اُن کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ انہیں زید بن محمد کہا جائے، اگر کسی نے قصد اُس طرح کیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَلَكِنْ مَّا نَعْتَدُكُمْ﴾ کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔ (۱۵)

تو معلوم یہ ہوا کہ غیر سادات اقوام میں سے کوئی شخص کسی دوسری قوم کے ساتھ اپنا نسب جوڑے حالانکہ وہ اُن میں سے نہ ہو تو وہ ضرور مجرم ہے لیکن اُس سے بڑا مجرم وہ ہے جو غیر سید ہو کر سادات کرام کے ساتھ اپنا نسب جوڑتا ہے۔

حدیث شریف

نسب بدلنے یعنی اپنے آباء کے غیر کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے کی ممانعت میں احادیث مبارکہ میں شدید وعید آئی ہے۔ اور اُن احادیث کو امام بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، احمد، دارمی، ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابن الجعد اور نور الدین ہمشی وغیرہم نے حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابوبکر، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عمرو، حضرت ابن عباس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت انس بن مالک، حضرت ابو ذر غفاری، حضرت عمرو بن خارجہ، حضرت ابو امامہ باہلی، حضرت معاذ بن انس اور حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کیا ہے۔

اب اُن احادیث مبارکہ کو بالترتیب ذکر کیا جاتا ہے اور اُن احادیث پر شارحین حدیث کا کام، کلمات حدیث کی تشریح، تاہل تاویل کلمات کی نشاندہی، اُن میں تاویلات و اختلافات

اور اُن سے مستفاد احکام، مستند و معتد امر و علماء کے حوالے سے بیان کئے جائیں گے۔

نسب بدلنے والے پر جنت کا حرام ہے

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے روایت کیا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ“ (۱۶)

یعنی، ”جس نے اپنا باپ کسی اور کو بنایا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اُس کا یہ باپ نہیں تو اُس پر جنت حرام ہے۔“

امام ابو داؤد و سلیمان بن اشعث بختانی متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں کہ ابوعثمان کہتے ہیں:

حَدَّثَنِي مُسْعِدُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ سَمِعْتُهُ أَذْنًاى وَ وَعَاَهُ قَلْبِي مِنْ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ: ”مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ“ قَالَ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرَةَ فَذَكَرْتُ لَهُ، فَقَالَ: سَمِعْتُهُ أَذْنًاى وَ وَعَاَهُ قَلْبِي مِنْ مُحَمَّدٍ ﷺ (۱۷)

یعنی، حدیث بیان کی مجھے حضرت سعد بن (ابی وقاص) مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہوں نے فرمایا کہ اُسے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے میرے دونوں کانوں نے سنا اور دل نے یاد رکھا کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ”جس نے خود کو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب کیا حالانکہ وہ جانتا ہے

کہ یہ اُس کا باپ نہیں تو اُس پر جنت حرام ہے۔“ فرمایا پھر میں حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور میں نے اُن سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے اسے میرے دونوں کانوں نے سنا اور دل نے یاد رکھا۔

”اور وہ اُسے جانتا ہے“ کا معنی

حضور ﷺ کے ارشاد میں ”وَهُوَ يَعْلَمُهُ“ (حالانکہ وہ اسے جانتا ہے) کی قید مذکور ہے، علماء کرام نے لکھا ہے کہ اس قید کا یہ فائدہ ہے کہ وہ شخص گنہگار تہ قرار پائے گا جب اُسے علم ہو کہ جس کی طرف وہ اپنی نسبت کر رہا ہے وہ اس کا حقیقی باپ نہیں ہے یا جس قوم کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے یا منسوب کیا جاتا ہے وہ اس قوم سے نہیں ہے جیسا کہ علامہ ابوالعباس قرطبی کے حوالے سے پہلے گزرا اور اس کے بارے میں علامہ محمد امین ہرری نے لکھا کہ

”وَهُوَ“ اى والحال ان ذلك الرجل المنتسب لغير ابيه

”يَعْلَمُهُ“ اى يعلم ان ذلك الغير ليس اياه ووالده (۱۸)

یعنی، ”اور وہ اُسے جانتا ہے“ یعنی حال یہ ہے کہ بے شک وہ شخص جو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب کیا گیا، اُسے جانتا ہے، یعنی جانتا ہے کہ وہ غیر اُس کا باپ ہے۔

اور دوسری جگہ لکھا کہ

قوله ﷺ: ”وَهُوَ يَعْلَمُ“ تقييد لا بد منه، فإن الإنتم إنما يكونون

فى حق العالم بالشيء (۱۹)

یعنی، حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ”حالانکہ وہ جانتا ہے“ یہ ایک ضروری قید

۱۸۔ شرح صحيح مسلم للنهرى، كتاب الإيمان، باب حكم إيمان من انتسب لغير

آبيه الخ، ۱۶۴ (۶۰) ۵۰۶/۲

۱۹۔ شرح صحيح مسلم للنهرى ۲۰۷/۲

ہے بے شک گناہ تو صرف عالم بالشی کے حق میں ہے۔ اس لئے علماء کرام نے لکھا کہ علم ہوتے ہوئے غیر باپ کی طرف نسبت حرام ہے چنانچہ علامہ شرف الدین طیبی اور ملا علی قاری لکھتے ہیں:

والإدعاء إلى غير الأب مع العلم به حرام (۲۰)

یعنی، غیر باپ کی طرف نسبت باوجود اس کے کہ اُسے معلوم ہے کہ یہ باپ نہیں ہے حرام ہے۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام محمد بن اسماعیل بخاری نے روایت کیا کہ ابوعثمان راوی کہتے ہیں:

فذكرت ذلك لأبي بكر فقال: أنا سمعته أذناي ووعاه قلبي
عن رسول الله ﷺ (۲۱)

یعنی، پس میں نے اس کا حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا: اسے رسول اللہ ﷺ سے میرے کانوں نے سنا اور دل نے یاد رکھا۔

”جس نے خود کو غیر باپ کی طرف منسوب کیا“ کا مطلب

یعنی، ”جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنی نسبت کرے“ یا ”جس نے خود کو غیر باپ کی طرف منسوب کیا“ یہ کلمات حضرت سعد بن ابی وقاص، ابو بکرہ، حضرت علی المرتضیٰ، ابن عمر، انس بن مالک، عمرو بن خارجہ اور حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی احادیث میں ہیں جبکہ حدیث ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ”ليس من رجلي ادعى لغير ابيه“ ہے۔

عربی زبان میں وہ لڑکا جسے اپنے حقیقی باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا جائے اُسے ”الدّعی“ کہتے اُس کی جمع ”الادعاء“ ہے جو سورۃ (۳۳) احزاب کی آیت: ۴ میں

۲۰۔ شرح الطیبی، کتاب النکاح، باب اللعان، الفصل الأول، ۴۲۶/۶

۲۱۔ صحيح البخاری، كتاب الفرائض، باب ”من ادعى إلى غير ابيه“، برقم: ۶۷۶۷، ۲۷۳/۴

اور اس میں دو باتیں پائی جائیں گی کہ وہ اپنے آباء کی طرف اپنی نسبت کو چھوڑے اور اُس نسبت کا انکار کر دے اور اُن کے غیر کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے جیسا کہ قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۴۵۵ھ (۳۱) اور امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۱ھ (۳۲) ”صحیح مسلم“ کے ایک باب کے عنوان ”مَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ“ (جو اپنے باپ سے اعراض کرے) کے تحت لکھتے ہیں:

يُرِيدُ تَرْكَ الْإِنْتِسَابِ إِلَيْهِ وَجَحْدَهُ وَانْتِسَابَ سِوَاهُ يَقَالُ: رَغِبْتُ

عَنِ الشَّيْءِ تَرْكُهُ وَكَرْهُتُهُ، وَرَغِبْتُ فِيهِ أَحْبَبْتُهُ وَطَلَبْتُهُ

یعنی، وہ اُس کی طرف (یعنی اپنے حقیقی باپ کی طرف) انتساب کے ترک اور اُس کے انکار کا ارادہ کرتا ہے اور اُس کے سوا کی طرف منسوب ہوتا ہے عربی زبان میں کہا جاتا ہے ”رَغِبْتُ عَنْ الشَّيْءِ“ یعنی میں نے اُسے چھوڑ دیا اور اُسے مکروہ جانا اور کہا جاتا ہے رَغِبْتُ فِيهِ یعنی، میں نے اُسے محبوب رکھا اور اُسے طلب کیا۔

اور علماء کرام نے یہ بھی لکھا ہے کہ جو نہ اپنے آباء کی طرف اپنی نسبت کا انکار کرے اور نہ غیر کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے بلکہ دوسرے لوگ اُس کے آباء کے غیر کی طرف منسوب کرتے ہوں اور وہ اُس پر راضی ہو تو وہ شخص بھی اس حکم میں داخل ہوگا جیسا کہ محشی صحاح ستہ علامہ نور الدین ابوالحسن محمد بن عبدالبہادی سندھی حنفی متوفی ۱۱۳۸ھ لکھتے ہیں:

”مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ“ اَى رَضِيَ بِأَنَّهُ يَنْسَبُ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ (۳۳)

۳۱۔ اِکمال المعلم، کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان من رغب عن أبيه الخ ۳۱۹/۱

۳۲۔ شرح صحيح مسلم للنووي، کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان من رغب عن

أبيه الخ، ۱-۲/۴۵

۳۳۔ فتح الودود فی شرح سنن أبی داود، کتاب الأدب، باب الرجل یشمی إلى غیر

ابیه، برقم: ۶۸۱/۴۵۱۱۳

یعنی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ”جو شخص خود کو غیر باپ کی طرف منسوب کرے“، یعنی وہ اُس بات پر راضی ہو کہ لوگ اُسے اُس کے باپ کے غیر کی طرف منسوب کریں۔

حضرت سعد اور ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت

امام محمد بن اسماعیل بخاری (۲۴۰)، امام عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی متوفی ۲۵۵ھ (۳۵)، اور امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ (۳۶) روایت کرتے ہیں:

عن عاصم قال سمعتُ أبا عثمان قال: سمعتُ سعداً و أبا بكره، فقالا: سَمِعْنَا النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ”مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، وَهُوَ يَعْلَمُ، فَالْحَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ“ (۳۷)

یعنی، عاصم سے روایت ہے، انہوں نے کہا میں نے ابو عثمان سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت سعد اور ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا، دونوں نے فرمایا: ہم نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنا باپ کسی اور کو بنایا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اُس کا یہ باپ نہیں تو اُس پر جنت حرام ہے۔“

اور امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ (۳۸)، امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ

۳۴۔ صحيح البخاري، کتاب المغازی، باب غزوة الطائف، برقم: ۴۳۲۶، ۴۳۲۷، ۱۰۰/۳

۳۵۔ سنن الدارمی، کتاب السیر، باب فی الذی یشمی إلى غیر موالیه، برقم: ۲۵۳۰، ۱۹۶/۲

۳۶۔ المسند: ۴۶/۵

۳۷۔ و نقله التبریزی فی ”مشکاتہ“، کتاب النکاح، باب اللعان، الفصل الأول، برقم: ۳۳۱۴، ۱-۲/۶۰۸

۳۸۔ صحيح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان من رغب عن أبيه و هو يعلم، برقم: ۱۱۵/۱۳۲- (۶۳) ص ۵۹

متوفی ۲۷۳ھ (۳۹) اور امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ (۴۰) روایت کرتے ہیں:

عن عثمان عن مسعود و أبي بكر، كِلَاهُمَا يَقُولُ: سَمِعْتُهُ أُذْنَيَّ وَ رَعَاهُ قَلْبِي، مُحَمَّدًا ﷺ يَقُولُ: "مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَ هُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ، فَالْحَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ" - وَ اللفظ لمسلم يعني، عثمان نے حضرت سعد (بن ابی وقاص) اور ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا دونوں نے فرمایا کہ اسے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے ہمارے کانوں نے سنا اور دل نے یاد رکھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اپنا باپ کسی اور کو بنایا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اُس کا یہ باپ نہیں تو اُس پر جنت حرام ہے۔"

امام مسلم کی دوسری روایت میں ہے:

عن أبي عثمان، قال: لَمَّا ادَّعَى زَيْدٌ لَيْقِيَّتَ أَبَا بَكْرَةَ فَقُلْتُ لَهُ: مَا هَذَا الَّذِي مَسَعْتُمْ؟ إِنِّي سَمِعْتُ مَسْعَدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ يَقُولُ: سَمِعَ أُذْنَيَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَ هُوَ يَقُولُ: "مَنْ ادَّعَى أَبَا فِي الْإِسْلَامِ غَيْرَ أَبِيهِ، يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ، فَالْحَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ"، فَقَالَ أَبُو بَكْرَةَ: وَ أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (۴۱)

یعنی، ابو عثمان بیان کرتے ہیں کہ جب زید کے بھائی نے کا دعویٰ کیا گیا تو میں نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور اُن سے کہا یہ تم

۳۹۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب "مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ الْخ"، برقم: ۲۶۱۰،

۲/۲۶۲، ۲۶۴

۴۰۔ المسند، ۱/۱۷۴

۴۱۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان حال إیمان من رغب عن أبيه و هو يعلم،

برقم: ۱۱۴/۱ - (۶۳)، ص ۵۸

نے کیا کیا؟ میں نے تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو اپنے کانوں سے سنا کہ آپ نے فرمایا "جس نے اپنا نسب اپنے باپ کے سوا کسی اور شخص سے بیان کیا اُس پر جنت حرام ہے" تو حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی سنا تھا۔

”جنت میں داخل نہ ہونے“ کا مطلب

نسب بدلنے والے، غیر باپ کی طرف اپنی نسبت کرنے والے کے لئے فرمایا گیا کہ اُس پر جنت حرام ہے وہ جنت میں داخل نہ ہوگا، اب دیکھنا یہ ہے کہ جنت میں داخل نہ ہونے کا مطلب کیا ہے؟

علماء کرام نے اس کے دو مطلب بیان کئے ہیں کہ اگر وہ نسب بدلنے کو حائل جان کر اس کا ارتکاب کرے گا تو جنت اُس پر حرام ہے اور یہ بھی بیان کیا کہ جب کامیاب لوگ جنت میں جائیں گے اس وقت یہ لوگ جنہوں نے اپنے نسب بدلے تھے جنت میں نہیں جائیں گے۔ اور امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

ففيه تأويلان، أحدهما: أنه محمول على من فعله مستحلاً له، و الثاني: أن جزاءه أنها محرمة أولاً عند دخول الفأئبين و أهل السَّلامَةِ (۴۲)

یعنی، پس اس میں دو تاویل ہیں، اُن میں سے ایک یہ ہے کہ یہ اس پر محمول ہے جو حائل جانتے ہوئے اس کا ارتکاب کرے، اور دوسری یہ کہ اُس کی سزا یہ ہے کہ اولاً کامیاب اور اہل سلامتہ کے جنت میں دخول کے وقت اس کا ارتکاب مرتکب کو دخول جنت سے محروم کرنے والا ہے۔

۴۲۔ شرح صحیح مسلم للنووی، کتاب الإیمان، باب حال إیمان من رغب عن أبيه

الْخ، برقم: ۱۱۲ - (۶۱)، ۱/۵۰

امام شرف الدین حسین بن محمد طبری شافعی متوفی ۷۴۳ھ (۱۳۲۰ء) اور ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ (۱۶۰۵ء) لکھتے ہیں:

أقول: معنى قوله: "فَالْحَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ" على الأول ظاهر، و
على الثاني تغليب

یعنی، میں کہتا ہوں کہ حضور ﷺ کے فرمان کہ "اُس پر جنت حرام ہے" کا
معنی پہلی وجہ پر تو ظاہر ہے اور دوسری وجہ تغلیظ (یعنی تشدید) ہے۔
اور شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

ابن زجر و تشدید است یا محمول بر استحلال است یا مراد عدم دخول جنت است با
مقربان و سابقان (۴۵)

یعنی، یہ زجر اور تشدید ہے، یا اُس شخص کے بارے میں جو اسے حلال جانے،
یا مطلب یہ ہے کہ وہ مقربین و سابقین کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہوگا۔
اور علامہ ابوالحسن سندھی حنفی لکھتے ہیں:

قوله: "فَالْحَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ" أى إن استحل ذلك، أو محمول
على الزجر و التغليب للتغيب عنه (۴۶)

یعنی، حضور نبی ﷺ کا فرمان "اُس پر جنت حرام ہے"، یعنی اگر اُسے حلال
جانتا ہے تو اس پر جنت حرام ہے، یا یہ باپ سے نفرت کی وجہ سے زجر اور
تغلیظ پر محمول ہے۔

ایک مسلمان جب اس قبیح فعل کا ارتکاب کرتا ہے تو اس سے یہی توقع کی جاتی ہے کہ وہ

۴۳۔ شرح الطیبی، کتاب النکاح، باب اللعان، الفصل الأول، ۳۹۶/۶

۴۴۔ مرقا، کتاب النکاح، باب اللعان، الفصل الأول، رقم: ۳۳۱، ۴۳۶/۶

۴۵۔ أشعة اللمعات، کتاب النکاح، باب اللعان، الفصل الأول، ۱۷۷/۳، ۱۷۸

۴۶۔ حاشیہ السنندی علی الصحیح للبخاری، کتاب الفرائض، باب من ادعی إلى غیر

اسے حلال نہیں جانتا اس لئے کچھ علماء کرام نے اس حدیث شریف کا دوسرا مطلب ہی بیان کیا
جیسا کہ مفتی صاحب رحمہ علامہ نور الدین محمد بن عبدالبہادی سندھی حنفی متوفی ۱۱۳۸ھ لکھتے ہیں:

و فيه "من ادعى إلى غير أبيه فالحنة عليه حرام" أى دخوله
ابتداءً حرام أن جزاء عمله أن لا يدخل ابتداءً (۴۷)

یعنی، اور اس حدیث میں ہے "جس نے اپنا باپ کسی اور کو بنایا اُس پر جنت
حرام ہے"، یعنی اُس کا ابتداء (جنت میں) دخول حرام ہے، بے شک اس
کے عمل کی جزا یہ ہے کہ وہ ابتداءً داخل نہ ہو۔
اور لکھتے ہیں کہ

أى لا يستحق أن يدخل فيها ابتداءً (۴۸)

یعنی، وہ اس کا مستحق نہیں کہ جنت میں ابتداءً داخل ہو۔
اور لکھتے ہیں کہ

أى لا يستحقه دخولها أولاً (۴۹)

یعنی، وہ اولاً جنت میں دخول کا مستحق نہیں ہے۔

اور دوسری تاویل کے مطابق جب اولاً نسب بدلنے والوں کو مزے کے طور پر دخول جنت
سے روک دیا جائے گا پھر بعد میں انہیں جنت میں داخلہ کی اجازت دی جائے گی چنانچہ امام ابو
زکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

ثم إن قد يجازى فيمنعها عند دخولهم ثم يدخلها بعد ذلك (۵۰)

۴۷۔ حاشیہ السنندی علی صحیح للبخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الطائف،

برقم: ۴۳۲۶، ۴۳۲۷، ۱۱۴/۳

۴۸۔ حاشیہ السنندی علی السنن لابن ماجہ، رقم: ۲۶۱۰، ۲۶۲/۳

۴۹۔ فتح الودود شرح سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب فی الرجل یشتمی إلى غیر

موالیہ، رقم: ۵۱۱۳، ۶۸۱/۴، ۶۸۲

۵۰۔ شرح صحیح مسلم للنووی، کتاب الإیمان، باب حال إیمان، من رغب عن أبيه

یعنی، پھر یہ سزا دی جائے کہ کامیاب لوگوں کے جنت میں داخلے کے وقت انہیں روک دیا جائے پھر بعد میں جنت میں داخل کیا جائے۔
اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمادے اُن سے مواخذہ ہی نہ فرمائے چنانچہ امام نووی شافعی لکھتے ہیں:

و قد لا يجازى يعفو الله سبحانه و تعالى عنه و معني حرام ممنوعة (۵۱)

یعنی، اور یہ بھی ہو کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اُسے سزا ہی نہ دے بلکہ اُسے معاف فرما دے اور حدیث شریف میں مذکور لفظ ”حرام“ کا مطلب روکنا ہوگا۔
اور علامہ ابوالحسن سندھی حنفی لکھتے ہیں:

و أما فضل الله واسع، فيمكن أنه تعالى بفضله يدخله ابتداء لقوله تعالى ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ﴾ الآية (۵۲)
یعنی، مگر اللہ تعالیٰ کا فضل واسع ہے تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے اپنے فضل سے ابتداء جنت میں داخل فرمادے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ﴾

اور اس تاویل کے رائج ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ گناہوں کی وجہ سے کوئی شخص جنت سے محروم نہیں ہوتا چنانچہ قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی لکھتے ہیں:

تأويله على ما تقدم من أهل السنة من أن الذنوب لا تحرم على أحد الجنة البتة، بل إن شاء الله تعالى أخذ و عاقب و حرّمها للمذنب مدة ثم يدخلها و إن شاء عفى، أو يكون

۵۱۔ شرح صحيح مسلم للنووي، كتاب الإيمان، باب حال إيمان، من رغب عن أبيه الخ، رقم: ۱۱۲۔ (۶۱)، ۴۵/۲/۱

۵۲۔ حاشية السيدي على الصحيح للبخاري، كتاب المغازی، باب غزوة الطائف، رقم: ۴۳۲۶، ۴۳۲۷، ۱۱۵/۳

تأويل الحديث لفاعله مستحلاً (۵۳)
یعنی، اس (فرمان) کی تاویل وہی ہے جو اہلسنت کی طرف سے پہلے گزری یہ ہے کہ گناہ کسی پر جنت کو حرام نہیں کرتے، بلکہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو مواخذہ فرمائے، عذاب دے اور جنت گنہگار پر ایک مدت کے لئے حرام فرما دے پھر اس میں داخل فرمائے اور اگر چاہے تو معاف فرما دے یا حدیث کی تاویل یہ ہے کہ یہ وعید حلال سمجھ کر اس کا ارتکاب کرنے والے کے لئے ہے۔

جنت کی خوشبو نہیں پائے گا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں:

عن عبد الله بن عمر قال: قال رسول الله ﷺ: "مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، فَإِنْ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مَسِيرَةً خَمْسٍ مِائَةِ عَامٍ" (۵۴)

یعنی، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنا باپ کسی اور کو بنایا وہ جنت کی بو نہیں پائے گا بے شک جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی دوری سے پائی جاتی ہے“۔ (۵۵)

۵۳۔ إكمال المعلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال من رغب عن أبيه الخ، ۳۱/۹/۲

۵۴۔ سنن ابن ماجه، كتاب الحدود، باب: "مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ" الخ، رقم: ۲۶۱۱، ۲۶۱۴

۵۵۔ بعض روایات میں سات سو سال کا بھی ذکر ہے لیکن محفوظ یہی ہے کہ پانچ سو سال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

خوشبو نہ پانے سے مراد

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ ”جس نے اپنا باپ کسی اور کو بنایا وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا“ تو جنت کی خوشبو نہ پانے سے مراد کیا ہے؟ اس کے بارے میں شارحین حدیث کا کہنا ہے کہ یہ ابتداء جنت میں داخل نہ ہونے سے کنایہ ہے یا اس حدیث شریف سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے ایمان اور اچھے اعمال کے بعد اللہ تعالیٰ کے کرم سے جنت میں پڑا گیا تو بھی جنت کی خوشبو پانے سے محروم رہے گا، چنانچہ علامہ نور الدین محمد بن عبد البہادی سندھی حنفی متوفی ۱۱۳۸ھ لَمْ يَرَّحَ رِيحَ الْجَنَّةِ“ (جنت کی بو نہیں پائے گا) کے تحت لکھتے ہیں:

أَي لَمْ يَشْمَ رِيحَهَا، وَ هُوَ كُنَايَةٌ عَنْ عَدَمِ الدَّخُولِ فِيهَا ابْتَدَاءً،
بِمَعْنَى أَنَّهُ لَا يَسْتَحَقُّ ذَلِكَ، وَالْمَعْنَى لَا يَجِدُ لَهَا رِيحاً وَإِنْ
دَخَلَهَا (۵۶)

یعنی، اس کا معنی ہے کہ جنت کی بو نہیں سونگھے گا اور یہ ابتداء جنت میں عدم دخول سے کنایہ ہے اس معنی میں ہے کہ وہ اس کا مستحق نہ ہوگا اور معنی یہ ہے کہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا اگر چہ اس میں داخل ہو جائے۔

نسب بدلنے کو کفر فرمایا گیا

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں کہ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: "لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِعَبِيرِ أَبِيهِ، وَ هُوَ يَعْلَمُهُ، إِلَّا كَفَرَ، وَ مَنِ ادَّعَى قَوْمًا لَيْسَ لَهُ فِيهِمْ نَسَبٌ فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ" (۵۷)

۵۶۔ حاشیہ السندی علی السنن لابن ماجہ، رقم: ۲۶۱۱، ۲/۲۶۴

۵۷۔ صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب نسبة الیمن الی اسماعیل، رقم: ۳۵۰۸، ۲/۴۱۶

یعنی، حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ”جو شخص بھی اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسب کا دعویٰ کرے (یا کسی اور نسب کی طرف خود کو منسوب کرے) حالانکہ وہ جانتا ہے (یہ نسبت غیر کی طرف ہے) وہ کافر ہو جائے گا اور جس نے کسی ایسی قوم کی طرف خود کو منسوب کیا جس میں اس کا نسب نہیں وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے۔

اور امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ کی روایت اس طرح ہے کہ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِعَبِيرِ أَبِيهِ وَ هُوَ يَعْلَمُهُ، إِلَّا كَفَرَ، وَ مَنِ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا، وَ لْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ" (۵۸)

یعنی، حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ”جو کوئی اپنے باپ کے غیر کی طرف اپنی نسبت کرے حالانکہ وہ جانتا ہے (یہ نسبت غیر کی جانب ہے) وہ کافر ہو جائے گا اور جس نے ایسی چیز کا دعویٰ کیا جو اس کے لئے نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ اپنی جگہ دوزخ میں بنا لے۔

اور حدیث شریف میں لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ“ ہے اور اس میں ”مِنْ“ زائد ہے۔ (۵۹)

اور احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء میں وارد حکم جس طرح مردوں کے لئے ہے اسی طرح

۵۸۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان حال إیمان من رغب عن أبيه، رقم: ۱۱۲/۱۲۹۔ (۶۱)، ص ۵۸
ایضاً المسند: ۱۶۶/۵

۵۹۔ ارشاد الساری، کتاب المناقب، باب بعد باب نسبة الیمن الی اسماعیل علیہ السلام، رقم: ۳۵۰۸، ۸/۱۹

عورتوں کے لئے بھی ہے چنانچہ امام شہاب الدین احمد قسطلانی شافعی (۶۰) اور علامہ محمد امین ہری (۶۱) نے لکھا کہ

مردوں سے تعبیر کرنا بطور غلبہ کے جاری ہو اور نہ عورتوں کا بھی یہی حکم ہے۔

”وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے“ کا مطلب

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”جو اپنا کوئی اپنے باپ کے غیر کی طرف اپنی نسبت کرے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے“، اس میں آخری جملہ ”جہنم ٹھکانہ بنائے“ اس سے مراد کیا ہے؟ تو اس کے بارے میں کہا گیا کہ وہ جہنم کا مستحق ہے کہ اس نے اپنے کثرت سے جہنم کو اپنے لئے واجب کر لیا، چنانچہ تاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۳۵۵ھ لکھتے ہیں:

و قوله: ”فليتبرأ مقعده من النار“: أى استحق ذلك بقوله، و استوجبه لمعصية إلا أن يعفو عنه (۶۲)

یعنی، اور حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ”چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے“، یعنی وہ اپنے قول سے اس کا مستحق ہے اور اس نے اپنی معصیت کے ذریعے اپنے لئے اسے واجب کر لیا مگر یہ کہ اسے معاف کر دیا جائے۔

پھر یہ جملہ یا تو مرتکب کے خلاف دُعا ہے یا یہ اس کے انجام کی خبر ہے پھر اگر وہ نسب بدلنے کے حرام ہونے کا علم رکھتے ہوئے بھی اسے حلال جانتا ہے تو جہنم اس کا ہمیشہ کے لئے ٹھکانہ ہے اور اگر حلال نہیں جانتا پھر یا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسے معاف فرما دے

۶۰۔ إرشاد الساری، کتاب المناقب، باب بعد باب نسبه الیمن الی اسماعیل علیہ السلام، برقم: ۵۰۸، ۸/۱۹

۶۱۔ شرح صحیح مسلم للہری، کتاب الإیمان، باب حکم إیمان من انتسب لغير آیه وهو یعلم الخ، برقم: ۱۲۴، (۶۰)، ۵۰۶/۲، ۵۰۷

۶۲۔ إكمال المعلم، کتاب الإیمان، باب بیان حال إیمان من رغب عن آیه و هو یعلم، برقم: ۱۱۲۔ (۶۱)، ۳۱۹/۱

اور اسے توبہ کی توفیق مرحمت فرما دے اور وہ گناہ اس سے ساقط ہو جائے ورنہ اسے مخصوص مدت کے لئے بطور سزا جہنم میں رکھا جائے۔ چنانچہ علامہ محمد امین ہری شافعی نے لکھا کہ:

هذا دعاء عليه أو خبر بلفظ الأمر وهو أظهر القولين فيه، أى يكون مقعده ومنزله من النار مخلصاً فيها إن استحل ذلك أو هذا جزائه إن جوزى على ذلك إن لم يستحل لأنه يحاز عليه إن لم يغفر له، وقد يُعفى عنه وقد يوفق للتوبة فيسقط عنه ذلك (۶۳)

یعنی، یہ اس مرتکب کے خلاف دُعا ہے یا لفظ امر کے ساتھ خبر ہے اور ان میں سے یہ قول اظہر القولین ہے، یعنی اس کا ٹھکانہ اور منزل اگر اسے حلال جانتا ہے تو غلو فی التار ہے اور اگر اس گناہ کے ارتکاب پر سزا دیا گیا تو یہ اس کی سزا ہے اور اگر حلال نہیں جانتا کیونکہ اگر اسے نہ بخشا گیا تو وہ اس پر سزا دیا جائے گا اور کبھی بخش دیا جاتا ہے اور توبہ کی توفیق مرحمت کیا جاتا ہے تو اس سے وہ گناہ ساقط ہو جاتا ہے۔

”ہم میں سے نہیں“ کا مطلب

امام مسلم کی روایت میں ہے کہ ”جس نے ایسی چیز کا دعویٰ کیا جو اس کے لئے نہیں وہ ہم میں سے نہیں“، مستحل کے حق میں یہ کلمات اپنے ظاہر پر ہیں اور غیر مستحل کے لئے اس کا مطلب ہوگا کہ وہ حضور ﷺ کی ہدایت پر چلنے والا اور آپ کی سنت پر عمل کرنے والا نہیں یا یہ کہ وہ اہل دین کے طریقے پر نہیں ہے۔ چنانچہ امام تاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۳۵۵ھ لکھتے ہیں:

وقوله: ”لَيْسَ مِنَّا“ على ما تقدم، أى ليس مهتدياً بهدينا

۶۳۔ شرح صحیح مسلم للہری، کتاب الإیمان، باب بیان حکم إیمان من انتسب لغير آیه الخ، ۵۰۸/۲

وَلَا مَسْنَأَ بِسُنَّتِنَا (۶۴)

یعنی، حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ”وہ ہم میں سے نہیں“ کا مطلب بنائے اس کے جو پہلے گزرا ہے یہ کہ وہ ہماری ہدایت پر چلنے والا اور ہماری سنت پر عمل کرنا والا نہیں۔

اور حافظ ابو العباس احمد قرطبی متوفی ۶۵۶ھ لکھتے ہیں:

ظاہر التبری المطلق، فبقی علی ظاہرہ فی حق المستحل
لذلك علی ماتقدم ویتأول فی حق غیر المستحل، بأنه لیس
علی طریقۃ النبی ﷺ ولا علی طریقۃ أهل دینہ، فإن ذلك
ظلم وطریقۃ أهل الدین العدل، وترك الظلم ویكون هذا کما
قال: لیس منّا من صرّب الخلد وشفّ الحنوب“ ویقرب منه
”مَنْ لَمْ يَأْخُذْ مِنْ شَرِّهِ فَلَيْسَ مِنَّا“ (۶۵)

یعنی ظاہر مطلق تہری (یعنی برأت) ہے اور یہ فرمان حلال جاننے والے کے حق میں اپنے ظاہر پر ہے اور حلال نہ جاننے والے کے حق میں اس کی تاویل کی جائے گی، اس طرح کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر نہیں ہے اور نہ ہی اہل دین کے طریقے پر ہے اور اہل دین کا طریقہ عدل ہے اور ترک ظلم ہے اور یہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی طرح ہے جس میں آپ نے ارشاد فرمایا ”جس نے زخسار پیٹے اور گریبان چاک کئے وہ ہم سے نہیں“ (۶۶) اس کے قریب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ ”جو اپنی مونچھوں سے نہ لے یعنی

۶۴۔ إكمال المعلم كتاب الإيمان، باب بیان حال إيمان من رغب عن آية الخ ۳۱۹/۱

۶۵۔ المفہم، کتاب الإيمان، باب إثم من كفر مسلماً، برقم ۱۵، ۱۵۴/۱

۶۶۔ رواہ البخاری برقم: ۳۵۱۹، ومسلم، برقم: ۱۰۳

انہیں نہ تراشے وہ ہم سے نہیں“۔ (۶۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ (۶۸)، امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ (۶۹) اور امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث بختانی متوفی ۲۷۵ھ (۷۰) روایت کرتے ہیں کہ

عن عمارك بن مالک أنه سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”لَا تَرَعَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أُبَيٍّ فَهُوَ كُفْرٌ“ و اللفظ لمسلم و نقله التبريزي في ”مشكاة“ في كتاب النكاح، باب اللعان (۷۱)

یعنی، عمارک بن مالک نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اپنے آباء کے نسب سے اعراض نہ کرو (یعنی انکار نہ کرو) پس جس نے اپنے باپ کے نسب کا انکار کیا وہ کافر ہو گیا۔“

”اعراض نہ کرو“ کا مطلب

حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے کہ ”اپنے آباء کے نسب سے اعراض نہ کرو“ اس سے مراد ہے کہ اپنے نسب کو اپنے آباء کے غیر کی طرف نہ پھیرو اور یہ زمانہ جاہلیت کے کافروں کی عادات سے ہے اسلام میں جب اس سے منع کر دیا گیا تو مرتکب کے لئے وعیدیں

۶۷۔ رواہ الترمذی برقم: ۲۷۶۲

۶۸۔ صحيح البخاری، كتاب الفرائض، باب: ”من ادعى إلى غير أبيه“ رقم: ۶۷۶۸، ۲۷۳/۴

۶۹۔ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بیان حال إيمان من رغب عن آية الخ،

برقم: ۱۱۲/۱۳۰۔ (۶۲)، ص ۵۸

۷۰۔ المسند، ۲/۲۶۵

۷۱۔ الفصل الأول، برقم: ۳۳۱، ۱-۲/۸۰۸

وارد ہوئیں۔

چنانچہ شارح صحیح البخاری حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

إنما المراد به من تحوّل عن نسبته لأبيه إلى غير أبيه عامداً مختاراً، وكانوا في الجاهلية لا يستنكرون أن يتبنّى الرجل ولداً غيره، وبصير الولد وينسب إلى الذي تبناه حتى نزل قوله تعالى ﴿ادْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ﴾، وقوله سبحانه تعالى ﴿وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ﴾ فنسب كل واحد إلى أبيه الحقيقي، وترك الانسحاب إلى من تبناه۔ (۷۲)

یعنی، اس سے مراد صرف یہ ہے کہ جو شخص اپنے باپ کی طرف نسبت کو اپنے اختیار کے ساتھ عدم انصراف کی طرف پھیرے (تو وہ اس وعید کا مستحق ہے جو اس حدیث شریف میں مذکور ہے) اور زمانہ جاہلیت میں لوگوں میں یہ معیوب نہ تھا کہ وہ غیر کے بیٹے کو متبنی بنالیں اور وہ اس (متبنی بنانے والے) کا بیٹا ہو جائے اور اسی کی طرف منسوب ہو کہ جس نے اُسے متبنی بنایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم مازل ہوا ”انہیں اُن کے باپوں کا کہہ کر پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے“ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان مازل ہوا کہ ”یہ تمہارے لے پا لگوں کو تمہارا بیٹا بنایا“ تو ہر ایک اپنے حقیقی باپ کی طرف منسوب کر دیا گیا اور متبنی بنانے والے کی جانب انتساب کو ترک کر دیا گیا۔ اور شیخ محقق شیخ عبدالحق محبث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

اعراض تلبید از پدران خود بترک نسبت با ایشان، کیلکہ اعراض کند از پدر خود و ترک کند نسبت خود را بے پس تحقیق کفران نعمت کرد و چہ نعمت کہ اصل ہمہ نعمتہاست (۷۳)

۷۲۔ فتح الباری، کتاب الفرائض، باب من ادعی إلى غیر أبيه، رقم ۶۷۶۸، ۱۱-۱۲/۶۳

۷۳۔ أشعة اللمعات، کتاب النکاح، باب اللعان، الفصل الأول، ۱۷۸/۳

یعنی، اپنے آباء سے اعراض نہ کرو اُن کی طرف اپنی نسبت کو ترک کر کے، جس نے اپنے باپ سے اعراض کیا اور اپنی اس کی طرف نسبت کو ترک کیا پس تحقیق اس نے کفران نعمت کیا، اس نعمت کا جو تمام نعمتوں کی اصل ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ

عن عمرو بن شعيب عن أبيه، عن جده قال ”كُفِّرَ بِأُمِّي إِذْ دَعَا نَسَبَ لَا يَعْرِفُهُ، أَوْ حَسَبَهُ، وَإِنْ ذَقَّ (۷۴)

یعنی، عمرو بن شعیب اپنے باپ سے، وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کا ایسے نسب کی طرف انتساب کہ جسے وہ نہیں پہچانتا (یا وہ معروف نہیں) یا (اس کا اپنے) نسب کا انکار کرنا اگرچہ وہ چھوٹا (یعنی حقیر) ہو کفر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی اس روایت کو امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ نے اپنی ”مسند“ (۷۵) میں ان الفاظ سے روایت کیا:

عن عمرو بن شعيب بن أبيه، عن جده قال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”كُفِّرَ تَبَرُّؤُ مَنْ نَسَبَ، وَإِنْ ذَقَّ، أَوْ ادَّعَاؤُهُ إِلَى نَسَبٍ لَا يُعْرِفُ“

اور امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۲۰ھ ”معجم اوسط“ (۷۶) میں اور ”معجم صغیر“ (۷۷) میں ان الفاظ کے ساتھ مروی روایت کیا:

۷۴۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الفرائض، باب مَنْ أَنْكَرَ وَلَدَهُ، رقم: ۲۷۴۴، ۲/۳۳۷ وقال محققہ إسناده صحيح

۷۵۔ المسند: ۲/۲۱۵

۷۶۔ المعجم الأوسط، من اسمه محمود، رقم: ۷۹۱۹، ۲/۳۹، ۴۰

۷۷۔ المعجم الصغیر، من اسمه محمود، ۲/۱۰۸

”كُفِّرَ بِأُمِّرِي“ ادْعَاءُهُ (وَفِي الصَّغِيرِ ادْعَا) إِلَى نَسَبٍ لَا يُعْرَفُ،
وَجَحَلَهُ، وَإِنْ دَقِّ”

اور حافظ ابو احمد عبد اللہ بن عدی متوفی ۳۶۵ھ نے ”الکامل“ (۷۸) میں ان الفاظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا:

”كُفِّرَ مَنِ ادَّعَى إِلَى نَسَبٍ لَا يُعْرَفُ، أَوْ جَحَلَهُ وَإِنْ دَقِّ“
اور علامہ نور الدین ہاشمی متوفی ۸۰۷ھ نے ”مجمع البحرین“ (۷۹) میں اور ”مجمع الزوائد“
(۸۰) میں اسے نقل کیا ہے۔

کافر ہونے کا مطلب

حدیث شریف میں نسب بدلنے، غیر آباء کی طرف انتساب کرنے کو کفر قرار دیا گیا ہے اس میں بھی دو تا ویلیں ہیں ایک یہ کہ نسب بدلنا جس سے قرآن میں ممانعت اور حدیث شریف میں اس پر سخت وعیدیں وارد ہوئیں اُسے اگر حلال جانتا ہو تو کافر ہو جائے گا، دوسری یہ کہ اگر حلال نہیں جانتا تو مراد وہ کفر نہیں ہوگا جو اُسے ملت اسلام سے خارج کر دے بلکہ کفر ان نعمت مراد ہے یا عمل کفار کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اُس پر کفر کا لفظ بولا گیا چنانچہ امام ابو زکریا نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں جیسا کہ علامہ محمد امین ہریری نے اُن سے نقل کیا کہ

قال النووي: فيه تأويلات أحدهما: أنه في حق المستحل، و
الثاني: أنه كفر النعمة والإحسان وحق الله وحق أبيه، و
ليس المراد الكفر الذي يخرج عن ملّة الإسلام وهذا كقول
”يَكْفُرُونَ“ ثم فسره بكفرانهم الإحسان وكفران العشير“ (۸۱)

۷۸۔ الکامل لابن عدی، عمر بن شعب (برقم: ۱۲۸۱/۳۱۴)، ۲۰۴/۶

۷۹۔ مجمع البحرین، کتاب الإیمان، باب فی الکبائر، برقم: ۱۳۴، ۸۵/۱

۸۰۔ مجمع الزوائد، کتاب الإیمان، باب فیمن ادّعی غیر نسبہ الخ، برقم: ۳۴۸، ۱۲۷/۱

۸۱۔ شرح صحیح مسلم للہریری، کتاب الإیمان، باب حکم إیمان، من انتسب لغير

أبيه الخ، برقم: ۱۲۴۔ (۶۰)، ۵۰۷/۲

یعنی، امام نووی نے فرمایا: اس میں تا ویلیں ہیں، اُن میں سے ایک یہ ہے کہ یہ وعید حلال جاننے والے کے حق میں ہے اور دوسری یہ کہ یہ نعمت، احسان، اللہ تعالیٰ کے حق اور اپنے باپ کے حق کی ناشکری ہے اور وہ کفر مراد نہیں ہے جو مرتکب کو ملت اسلام سے خارج کر دیتا ہے اور حضور ﷺ کے فرمان ”یکفرن“ کی مثل ہے، پھر اس کی تفسیر عورتوں کی طرف سے احسان کی ناشکری اور اُن کی اپنے شوہروں کی ناشکری کے ساتھ کی ہے۔

اپنے باپ کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف نسبت یا توقّف (یعنی، تہمت زنا) ہے یا کذب (یعنی، جھوٹ) ہے یا والدین کی نافرمانی علماء کرام نے فرمایا کہ ان میں سے کوئی چیز بھی کفر نہیں ہے، لہذا ظاہر حدیث کو حلال جاننے والے پر محمول کیا جائے گا۔

اور امام محمد بن خلیفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ (۸۲) اور علامہ محمد بن محمد بن یوسف سنوی حسنی مالکی متوفی ۸۹۵ھ (۸۳) لکھتے ہیں کہ اس حدیث شریف میں تاویل کی ضرورت ہے:

لأن انتسابه لغير أبيه قذف، أو كذب، أو عقوق، و لا شيء
من ذلك بكفر فيحمل أيضاً على المستحل، أو أنه أراد كفر
النعمة أي حقدحق أبيه، أو أنه أطلق الكفر مجازاً لشبهه
بفعل أهل الكفر لأنهم كانوا يفعلونه في الجاهلية

یعنی، کیونکہ غیر باپ کی طرف انتساب تہمت ہے یا جھوٹ ہے یا نافرمانی ہے اور ان میں سے کوئی چیز کفر نہیں تو اسے بھی (غیر آباء کی طرف انتساب کو) حلال جاننے والے پر محمول کیا جائے گا، یا یہ کہ حدیث شریف میں اس سے کفر ان نعمت یعنی اپنے حقیقی باپ کے حق کے انکار کا ارادہ کیا گیا یا یہ کہ

۸۲۔ إكمال إكمال المعلم، کتاب الإیمان، باب بیان حال من رغب عن أبيه و هو

يعلم، برقم: ۱۱۲۔ (۶۱)، ۲۸۱، ۲۸۰/۱

۸۳۔ مکمل إكمال الإكمال، کتاب الإیمان، باب بیان حال من رغب عن أبيه و هو

يعلم، برقم: ۱۱۲۔ (۶۱)، ۲۸۰/۱

اس عمل کی اہل کفر کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے مجازاً اُس پر کفر کا اطلاق کیا کیونکہ وہ جاہلیت میں ایسا کرتے تھے۔

علامہ محمد امین ہرری نے لکھا کہ

ذلك المنتسب كفراً حقيقياً يخرج عن الملة إن استحل ذلك الانتساب، لأنه ما هو معلوم حرمة من الذين ضرورة، وإلا كفر كفراً بمعنى كفران نعمة الأبوة أي حجد حق أبيه، لأن انتسابه لغير أبيه إما قذف، أو كذب، أو عقوق ولا شيء من ذلك كفراً، قال القرطبي: أو أنه أطلق الكفر مجازاً لشبهه بفعل أهل الكفر لأنهم كانوا يفعلونه بالجاهلية، و عبارته هنا (۸۴)

یعنی، اگر وہ غیر باپ کی طرف انتساب کو حلال جانتا ہے منتسب حقیقی کفر کا مرتکب ہو جائے گا جو اُسے ملت اسلامیہ سے نکال دے گا کیونکہ یہ وہ ہے کہ جس کی حرمت ضروریات دین ہونا معلوم ہے ورنہ (یعنی اگر وہ اسے حلال نہیں جانتا تو) یہ کفر بمعنی کفران نعمت ابوة ہے یعنی اس نے اپنے باپ کے حق کا انکار کیا، اُس کی ناشکری کی اس لئے کہ اُس کا اپنے باپ کے غیر کی طرف انتساب یا تو قذف (تہمت) ہے یا جھوٹ ہے یا عقوق (نافرمانی) ہے اور ان میں سے کوئی چیز بھی کفر نہیں ہے، امام قرطبی نے فرمایا کہ یا یہ ہے کہ اہل کفر کے فعل کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اُس پر کفر کا لفظ بولا گیا کیونکہ وہ زمانہ جاہلیت میں اس طرح کیا کرتے تھے۔

اور علماء کرام نے یہ بھی لکھا ہے غیر آباء کی طرف انتساب کرنے والا اگر اس کے حلال ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے تو اجماع کی مخالفت کی وجہ سے کافر ہوگا چنانچہ امام شرف الدین حسین

۸۴۔ شرح صحیح مسلم للہرری، کتاب الإیمان، باب بیان حکم إیمان من انتسب لغير أبيه الخ،
۸۵۔ شرح الطیبی، کتاب النکاح، باب اللعان، الفصل الأول، ۳۹۶/۶

بن محمد طبری شافعی متوفی ۴۳۰ھ (۸۵) اور ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۳ھ (۸۶) لکھتے ہیں:

فمن اعتقد إباحته كفر لمخالفة الإجماع، [و من لم يعتقد إباحته ففبی] فمعنی کفرہ و جہان، أحدهما: أنه قد أشبه فعله فعل الكفار، و الثاني: أنه كافر نعمة الإسلام

یعنی، پس جس نے اس (یعنی نسب بدلنے) کے مباح ہونے کا اعتقاد کیا وہ اجماع کی مخالفت کی وجہ سے کافر ہوا اور جو اُس کی اباحت کا اعتقاد نہ رکھے تو اس کے مرتکب کے کفر کے معنی میں دو چیزیں ہیں، اُن میں سے ایک یہ کہ اس (نسب بدلنے والے) نے اپنا فعل کافروں کے فعل کے مشابہ کر دیا اور دوسرا یہ کہ وہ نعمت اسلام کی ناشکری کرنے والا ہے۔

شیخ الحدیث غلام رسول رضوی لکھتے ہیں:

اگر یہ سول پوچھا جائے کہ انسان گناہ کرنے سے کافر نہیں ہوتا اور حدیث میں اپنے والد کے غیر کی طرف اپنی نسبت کرنے کو کفر قرار دیا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مؤول ہے، تاویل یہ ہے کہ جو کوئی اپنے والد کے غیر کی طرف اپنی نسبت کو حلال اور جائز سمجھے وہ کافر ہے یا مراد کفران نعمت ہے، یا یہ مراد ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے حق اور اپنے والد کے حق کا انکار کر دیا یا زجر و تہدید کے لئے فرمایا، حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو کوئی اپنی نسبت غیر کی طرف کرے یا اپنے آپ کو غیر خاندان میں شمار کرے اور اس کو جائز سمجھے وہ شخص کافر ہے اس زمانہ میں دیکھنے میں آیا ہے بعض سادات کی طرف اپنی نسبت کر لیتے ہیں تاکہ عوام کی نگاہوں میں محترم ہوں وہ اس حدیث کے مصداق ہیں۔ (۸۷)

۸۵۔ شرح الطیبی، کتاب النکاح، باب اللعان، الفصل الأول، ۳۹۶/۶

۸۶۔ مرقات، کتاب النکاح، باب اللعان، الفصل الأول، رقم: ۳۳۱، ۴۳۶/۶

۸۷۔ تفہیم البخاری، کتاب المناقب، باب نسبة الیمن الی اسماعیل علیہ السلام،

رقم: ۳۲۸۱، ۳۸۳/۵، ۳۸۴

اور حافظ ابوالعباس احمد بن عمر قرطبی متوفی ۶۵۶ھ لکھتے ہیں:

فمن فعل ذلك مستحلاً فهو كافر حقيقةً تبقى الحديث على ظاهره، أما إن كان غير مستحلاً فيكون الكفر الذي في الحديث محمولاً على كُفران النعم و الحَقْوِ فإنه قابل الإحسان بالأماءة، و من كان كذا صدق عليه اسم الكافر، و يحتمل أن يقال: أطلق عليه ذلك، لأنه تشبَّه بالكفار أهل الجاهلية أهل الكبر و الأنفة فإنهم كانوا يفعلونه ذلك (۸۸) یعنی، پس جس نے اُسے (یعنی نسب بدلنے کو) حائل جانتے ہوئے ایسا کیا تو وہ حقیقتہً کافر ہو جائے گا، (اس صورت میں) حدیث شریف اپنے ظاہر پر باقی رہے گی، اگر حائل نہیں جانتا تو جس کفر کا حدیث شریف میں ذکر ہے وہ کُفرانِ نعم اور کُفرانِ حقوق پر محمول ہوگا کیونکہ اس نے احسان کے مقابلے میں اسماءت کی اور جو ایسا ہو اُس پر کفر کا اسم صادق آئے گا اور یہ بھی احتمال ہے کہ کہا جائے اس پر یہ لفظ بولا جائے گا کیونکہ اُس نے اہل جاہلیت، اہل کبر کفار کے ساتھ مشابہت کی، بے شک وہ ایسا کیا کرتے تھے۔

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

و إن ثبت ذلك فالمراد من استحَلَّ مع علمه بالتَّحريم، و على الرواية المشهورة فالمراد كُفر النعمة، و ظاهر اللفظ غير مراد، و إنما ورد على سبيل التَّعليظ و الرَّجْح لفاعل ذلك، أو المراد بإطلاق الكُفر أن فاعله فَعَلَ فعلاً شبيهاً بفعل أهل الكُفر (۸۹)

- ۸۸۔ المفہم، کتاب الإيمان، باب اثم من كفر مسلماً، برقم: ۵۱، ۲۵۴/۱
۸۹۔ فتح الباری، کتاب المناقب، باب بعد باب نسبة الیمن الی اسماعیل علیہ السلام، برقم: ۳۵۰۸، ۶/۱/۶۷۰

یعنی، اگر وہ ثابت ہو تو مراد وہ شخص ہوگا جو اس فعل کے حرام ہونے کا علم رکھتے ہوئے اسے حائل جانتا ہے اور روایت مشہورہ کی بنا پر مُرَاد کُفرانِ نعمت ہے اور ظاہر لفظ مراد نہیں ہے اور یہ صرف اُس حرام فعل کے مرتکب کے لئے تعلیظ و زجر کے طور پر وارد ہوا ہے یا یہ کہ اطلاق کُفر سے مراد ہے کہ اس کے فاعل نے ایسا عمل کیا ہے جو اہل کُفر کے عمل کے مشابہ ہے۔

اور حافظ شہاب الدین احمد قسطلانی شافعی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

و على ثبوتها معوِّلة بالمستحلِّ لذلك مع علمه بالتَّحريم، أو ورد على سبيل التَّعليظ و الرَّجْح لفاعله (۹۰) یعنی، اس کے ثبوت کی بنا پر یہ نسب بدلنے کے حرام ہونے کا علم رکھنے کے باوجود اسے حائل جانتے والے کے ساتھ مؤول ہے یا یہ فاعل کے لئے بطور تعلیظ و زجر کے وارد ہوا ہے۔

اور علامہ احمد بن اسماعیل بن عثمان کورانی شافعی ثم خنی متوفی ۸۹۳ھ لکھتے ہیں:

”وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ“ إِنْ اعْتَقَدَ ذَلِكَ، أَوْ كَفَرَ بِنِعْمَةِ اللَّهِ، أَوْ ذَلِكَ الْفِعْلُ مِنْ أَحْلاَقِ الْكُفَّارِ (۹۱)

یعنی، حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان ”وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ“ کا مطلب ہے کہ اگر اس (کے حائل ہونے) کا اعتقاد رکھتا ہے، یا یہ کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کی یا یہ کہ یہ فعل (یعنی نسب بدلنا، غیر باپ کی طرف نسبت) کفار کے اخلاق سے ہے۔

غیر مستحل کے حق میں اس کی ایک تاویل یہ بھی ہے کہ یہ عمل کُفر تک پہنچانے والا ہے

- ۹۰۔ إرشاد الساری، کتاب المناقب، باب بعد باب نسبة الیمن الی اسماعیل علیہ السلام، برقم: ۳۵۰۸، ۱۹/۸
۹۱۔ الکُوثر الحارِی الی ریاض أحادیث البخاری، کتاب المناقب، باب نسبة الیمن الی اسماعیل علیہ السلام، برقم: ۳۵۰۸، ۶/۲۵۳

چنانچہ علامہ ابن حجر مکی شافعی لکھتے ہیں:

و الكفر فيه بمعنى أن ذلك يؤدي إليه، أو استحلال، أو كفر
النعمة (۹۲)

یعنی، اس میں کفر اس معنی میں ہے کہ وہ (عمل) کفر تک پہنچانے والا ہے،
اسے حائل جانتا ہے (تو کافر ہے) یا اس نے کفر ان نعمت کیا۔

نسب بدلنے کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر فرمایا گیا

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جسے امام ابو القاسم سلیمان بن
احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ نے ”معجم اوسط“ میں ان الفاظ سے روایت کیا کہ

عن أبي بكر يقول: قال رسول الله ﷺ: ”كُفْرٌ بِاللَّهِ“، ادْعَاءُ
نَسَبٍ لَا يُعْرَفُ، وَ كُفْرٌ بِاللَّهِ، تَبَرُّءٌ مِّنْ نَّسَبٍ وَإِنْ دَقَّ (۹۳)

یعنی، حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے ایسے نسب کی طرف نسبت
کرنا جو معروف نہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے نسب سے برأت اگرچہ
چھوٹا (یعنی حقیر) ہو۔“

اور ان الفاظ سے کہ

عن أبي بكر الصديق قال: قال رسول الله ﷺ: ”مَنْ ادَّعَى
نَسَبًا لَا يُعْرَفُ كُفْرٌ بِاللَّهِ، وَ اتِّغَاءٌ مِّنْ نَّسَبٍ وَإِنْ دَقَّ كُفْرٌ
بِاللَّهِ (۹۴)

۹۲۔ الزواجر عن إقتراف الكبائر، برقم: ۲۰۲۹۳/۱۰۰

۹۳۔ المعجم الأوسط، من اسمه إبراهيم، برقم: ۲۸۱۸، ۴۴/۲

۹۴۔ المعجم الأوسط، من اسمه معاذ، برقم: ۸۵۷۵، ۲۲۱/۶

یعنی، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ایسے نسب کی طرف نسبت کی جو معروف نہیں اس
نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور نسب سے نفی اگرچہ چھوٹا (یعنی حقیر) ہو اللہ
تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے۔“

اسی طرح امام طبرانی نے ”مذہب“ (۹۵) میں روایت کیا ہے۔

اور حافظ بزار نے ”اپنی مسند“ (۹۶) میں، اور امام حافظ نور الدین ہاشمی متوفی ۸۰۷ھ
نے ”کشف الاستار“ (۹۷) میں ان الفاظ سے مرفوعاً روایت کیا ہے:

”كُفْرٌ بِاللَّهِ تَبَرُّءٌ مِّنْ نَّسَبٍ وَإِنْ دَقَّ“

اور حدیث ابنی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن داری متوفی
۲۵۵ھ نے اپنی ”سنن“ (۹۸) میں، حافظ ابوالحسن علی ابن الجعد متوفی ۲۳۰ھ نے اپنی ”مسند“
(۹۹) میں ان الفاظ سے موقوفاً روایت کیا کہ:

”كُفْرٌ بِاللَّهِ ادْعَاءٌ إِلَى نَسَبٍ لَا يُعْرَفُ، وَ كُفْرٌ بِاللَّهِ تَبَرُّءٌ مِّنْ
نَّسَبٍ وَإِنْ دَقَّ“

یعنی، غیر معروف نسب کی طرف نسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے اور نسب
سے برأت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے اگرچہ وہ چھوٹا (یعنی حقیر) ہو۔

اور امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ نے ”المصنف“ (۱۰۰) میں ان

۹۵۔ کتاب الدعاء، ذکر من لعنه الرسول ﷺ، برقم: ۲۱۴۳، ص ۵۸۷

۹۶۔ البحر الزخار، برقم: ۷۰، ۱۳۹/۱

۹۷۔ كشف الاستار، كتاب الإيمان، باب من تبرأ من نسبه، برقم: ۱۰۴، ۷۰/۱

۹۸۔ سنن الترمذی، كتاب الفرائض، باب من ادعى إلى غير أبيه، برقم: ۲۸۶۱، ۲۷۰/۲

۹۹۔ مسند ابن الجعد، بقية حديث الأعمش، برقم: ۳۶۹۱، ص ۳۹۴

۱۰۰۔ المصنف لابن أبي شيبه، كتاب الأدب، باب ما يكره الرجل أن يشتمى إليه الخ،

برقم: ۲۶۶۳۳، ۱۳، ۳۳۱، ۳۳۰

الفاظ سے موقوفاً روایت کیا:

قال أبو بكر: "كَفَرَمَنْ ادَّعَى نَسْباً لَا يُعْلَمُ وَ تَبَرَّأَ مِنْ نَسَبٍ وَ إِنْ دَقَّ"

حدیث ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکثر روایات میں "كَفَرَمَنْ ادَّعَى نَسْباً لَا يُعْلَمُ" (یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے) اور "كَفَرَمَنْ ادَّعَى نَسْباً لَا يُعْلَمُ" (یعنی، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا) مذکور ہے، اسی طرح حدیث ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں "إِلَّا كَفَرَمَنْ ادَّعَى نَسْباً لَا يُعْلَمُ" (یعنی "جو کوئی اپنے باپ کے غیر کی طرف اپنی نسبت کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ نسبت غیر کی جانب ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا" آیا ہے، یہ حدیث ابی بکر اور حدیث ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یہ روایت اگر اسی طرح ہو تو غیر مستحکم کے حق میں اس کی تاویل میں کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے جس کے نطفہ سے پیدا کیا تھا اُس شخص نے اس کا انکار کر کے کہا کہ مجھے اُس کے نہیں فلاں کے نطفہ سے پیدا کیا گیا ہے گویا اُس نے اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ کا انکار کر دیا اور مستحکم کے حق میں تاویل کی حاجت نہیں ہے جیسا کہ ہماری ذکر کردہ دیگر عبارات سے ظاہر ہے اور اس جواب کے قریب حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ کی بعض تحریر اح حدیث سے نقل کردہ بی تاویل ہے فرماتے ہیں:

قال بعض الشُّرَّاح: سبب إطلاق الكفر هنا أنه كذب على الله كأنه يقول: خلقتني الله من ماء فلان، وليس كذلك لأنه إنما خلقه من غيره (۱۰۱)

یعنی، بعض شُرَّاح نے فرمایا کہ یہاں اطلاق کفر کا سبب یہ ہے کہ اس (یعنی اپنا نسب غیر سے جوڑنے والے) نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا، گویا کہ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فلاں کے پانی (یعنی نطفہ) سے پیدا کیا حالانکہ ایسا نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے تو اُسے (جس کے پانی سے پیدا ہونے کا اس نے

دعویٰ کیا ہے) اس کے غیر (کے پانی) سے پیدا کیا ہے۔

اور حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ کا یہ جواب اس صورت میں ہے جب یہ اضافہ ثابت ہو اور یہ اضافہ امام بخاری اور امام مسلم کی روایات میں نہیں ہے اس لئے علماء کرام نے لکھا کہ اس اضافہ کا حذف ہی مناسب ہے، چنانچہ علامہ شہاب الدین احمد قسطلانی لکھتے ہیں:

و ليست هذه الزيادة في غير روايته و لا في رواية مسلم و لا إسماعيلي فحذفها أوجه لما لا يخفى (۱۰۲)

یعنی، یہ اضافہ اس روایت کے غیر میں نہیں ہے نہ مسلم کی روایت میں ہے اور نہ اسماعیلی کی روایت میں ہے لہذا اس کا حذف اوجہ ہے اس لئے کہ اس کے حذف کا اوجہ ہوا مخفی نہیں ہے۔

اور حدیث ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکثر روایات میں یہ اضافہ مذکور ہے جب کہ بعض میں سے نہیں ہے اگر یہ اضافہ ثابت ہو اس کا وہی جواب ہوگا جو حدیث ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ضمن میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے دیا۔

اور علماء کرام نے لکھا ہے کہ کفر کا لغوی معنی ہے کہ کسی شئی کو ڈھانپنا تو کفر باللہ کا معنی یہ ہوگا کہ اللہ عزوجل نے اُسے جس کا بیٹا بنایا اُس نے اُس میں اللہ عزوجل کے حق کو ڈھانپ دیا، چنانچہ شارح صحیح بخاری علامہ ابوالحسن علی بن خلف بن عبد الملک متوفی ۴۳۹ھ لکھتے ہیں:

فإن قيل: فتقول للراغب في الانتماء إلى غير أبيه و مولاه كافر بالله كما روى عن أبي بكر الصديق أنه قال: كفر بالله ادعاء نسب لا يعرف، و روى عن عمر بن الخطاب أنه قال: كان ممّا يقرء في القرآن: "لا ترغبوا اباءكم فإنه كفر بكم" قيل: ليس معناه الكفر الذي يستحق عليه التخليد في النار، و إنما هو كفر لحقّ أبيه و لحقّ مولاه، كقوله في النساء:

”يَكْفُرُونَ الْعَشِيرَ“ و الكُفْرُ فِي لُغَةِ الْعَرَبِ: التَّعْطِيلُ لِلشَّيْءِ وَ السُّتْرُ لَهُ، فَكَأَنَّهُ تَعْطِيلُهُ مِنْهُ عَلَى حَقِّ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فِيمَنْ جَعَلَهُ وَلَدًا، لَا أَنْ مِنْ فِعْلٍ ذَلِكَ كَافِرًا بِاللَّهِ حِلَالِ الدِّمِ (۱۰۳)

یعنی، پس اگر کہا جائے کہ تم غیر باپ اور غیر مالک کی طرف انتساب میں رغبت رکھنے والے کو کہتے ہو اُس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ”اُس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا جس نے غیر معروف نسب کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا“ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ”قرآن کریم میں جو پڑھا گیا ہے اُس میں یہ تھا کہ ”اپنے آباء سے اعراض نہ کرو پس یہ کفر ہے“ تو جواب میں کہا جائے گا کہ اس کا معنی وہ کفر نہیں ہے کہ جس میں بندہ مخلوق فی القار کا مستحق ہوتا ہے، اور کفر صرف باپ کے حق اور مالکوں کے حق کی وجہ سے ہے جیسا کہ نبی ﷺ کا عورتوں کے بارے میں فرمان ہے ”يَكْفُرُونَ الْعَشِيرَ“ (یعنی اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہیں) اور لغت عرب میں کفر کا معنی ہے کسی شئی کو ڈھانپنا اور اُسے چھپانا، تو کو یا اللہ تعالیٰ نے اُسے جس کا بیٹا بنایا اُس نے اُس میں اللہ عزَّ و جلَّ کے حق کو ڈھانپ دیا، یہ نہیں کہ جو اس کا ارتکاب کرے گا وہ کفر باللہ کا مرتکب، حال الدِّم ہو جائے گا۔

نسب بدلنے والے پر لعنت فرمائی گئی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام ابو داؤد و سلیمان بن شعث جتانی متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”مَنْ

ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ انْتَمَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ الْمُنْتَابِعَةِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ“ (۱۰۴)

یعنی، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ”جس نے اپنا باپ کسی اور بنایا یا (جس غلام نے) اپنے آپ کو اپنے مولیٰ کے غیر کی طرف منسوب کیا تو اُس پر اللہ تعالیٰ کی قیامت تک لعنت ہے“۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي أَمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ فِي حُطْبَةِ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ”وَمَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ انْتَمَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ التَّابِعَةِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْحَدِيثِ (۱۰۵)

یعنی، حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرماتے سنا کہ ”جس نے اپنا باپ کسی اور کو بنایا یا (جس غلام نے) اپنے مولیٰ کے غیر کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا تو اُس پر قیامت تک اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے“۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ (۱۰۶)، امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی

۱۰۴۔ سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب فی الرجل یشتمی إلى غیر موالیه، رقم: ۵۱۱۵، ۲۱۳/۵

۱۰۵۔ سنن الترمذی، کتاب الوصایا، باب ما جاء ”لا وصیة لوارث“، رقم: ۲۱۲۰،

۱۷۸/۳، ۱۷۹

۱۰۶۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب (۸۵) فی فضل المدینة الخ، رقم: ۴۶۷/۳۲۰

(۱۲۷۰)، ص ۶۳۲، ۶۳۳

متوفی ۲۷۹ھ (۱۰۷) اور امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ (۱۰۸) روایت کرتے ہیں:

عن إبراهيم التيمي عن أبيه قال: خطبنا علي بن أبي طالب فقال من زعم أن عندنا شيئاً نقرأه إلا كتاب الله وهدية الصحيفة قال: و صحيفة معلقة في قراب سيفه فقد كذب، فيها أنساب الإبل و أسماء من الحراحات، و فيها قال النبي ﷺ: "و من ادعى إلى غير أبيه، أو انتمى إلى غير مواليه، فعليه لعنة الله و الملائكة و الناس أجمعين، لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفاً و لا عدلاً" - واللفظ لمسلم

یعنی، ابراہیم تیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا حالانکہ ان کی نیام کے ساتھ ایک صحیفہ لٹکا ہوا تھا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس صحیفہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ ہمارے پاس کتاب اللہ (قرآن) اور صحیفہ کے علاوہ کوئی اور چیز ہے وہ شخص جھوٹا ہے، اس صحیفہ میں تو انہوں کی عمروں کا بیان ہے اور کچھ زخمیوں کی دیت کا بیان ہے اور اس میں یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اور جس نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب کیا یا جس غلام نے اپنے آپ کو اپنے مالک کے غیر کی طرف منسوب کیا اس پر اللہ تعالیٰ کی، سب فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا کوئی فرض قبول فرمائے گا اور نہ نفل۔"

۱۰۷۔ سنن الترمذی، کتاب الولاء و الہیة، باب ما جاء فیمن تولی غیر موالیه الخ،

برقم: ۲۱۲۷، ۱۸۳/۳، ۱۸۴

۱۰۸۔ المسند، ۸۱/۱

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ و بنی متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں کہ عن ابن عباس قال: قال رسول الله ﷺ: "مَنْ انْتَسَبَ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَ النَّاسِ أَجْمَعِينَ" (۱۰۹)

یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس نے اپنا نسب اپنے باپ کے غیر سے بیان کیا یا (جس غلام نے) اپنے مولیٰ کے غیر کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا اس پر اللہ تعالیٰ اور سب فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے۔"

حضرت عمرو بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ (۱۱۰) اور امام عبد اللہ بن عبد الرحمن واری متوفی ۲۵۵ھ (۱۱۱) اور حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۲۰ھ (۱۱۲) روایت کرتے ہیں کہ

عن عمرو بن خارجة قال: كُنْتُ تَحْتَ نَاقَةِ النَّبِيِّ ﷺ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: "مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ انْتَمَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ رَغْبَةً عَنْهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَ النَّاسِ أَجْمَعِينَ" - و اللفظ للدارمي و زاد الطبراني: "لَا يَقْبَلُ مِنْهُ"

۱۰۹۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الجنود، باب: "من ادعى إلى غير أبيه الخ" برقم: ۲۶۰۹، ۲۶۳/۳

۱۱۰۔ سنن الترمذی، کتاب الوصایا، باب ما جاء "لا وصية لوارث"، برقم: ۲۱۲۱،

۱۸۰، ۱۷۹/۳

۱۱۱۔ سنن الدارمی، کتاب السیر، باب فی الذی یشمی إلى غیر موالیه، رقم: ۲۵۲۹، ۱۹۶/۲

۱۱۲۔ المعجم الکبیر، رقم: ۶۰، ۷۱، ۱۵-۱۷، ۲۶۲/۳

صِرْفٌ وَلَا عَدْلٌ“

یعنی، حضرت عمر و بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی کے نیچے تھا تو میں آپ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ”جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے آپ کو نسبت کرے یا (جس غلام نے) اپنے آپ کو اپنے مولیٰ کے غیر کی طرف منسوب کیا اُن سے اعراض کرتے ہوئے تو اُس پر اللہ تعالیٰ، سب فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے۔“

”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا فرض قبول کرے گا نہ نفل۔“

لعنت سے مراد

حدیث شریف میں نسب بدلنے والے کے لئے لعنت مذکور ہے، یہ لعنت اُس پر ہے جو اپنے آباء سے بیزاری ظاہر کرے اور اپنے آباء کے غیر کے نسب کا دعویٰ کرے جیسے غیر سید ہو کر سید ہونے کا دعویٰ کرے چنانچہ شارح صحیح البخاری علامہ ابوالحسن علی بن خلف بن عبد الملک متوفی ۴۴۹ھ لکھتے ہیں:

و إنما لعن النبي عليه السلام المتبرئ من أبيه و المدعى غير نسبه فيمن فعل ذلك فقد ركب من الإثم عظيماً و تحمل من الوزر جسيماً، و كذلك المنتمى إلى غير موالیه (۱۱۲)

یعنی، حضور نبی کریم ﷺ نے صرف اُس پر لعنت فرمائی جو اپنے حقیقی باپ سے برأت ظاہر کرے اور حقیقی باپ کے غیر کے نسب کا مدعی ہو، تو جس نے اس طرح کیا تو اُس نے عظیم گناہ کا ارتکاب کیا اور (گناہ کا) بڑا بوجھ اٹھا لیا، اسی طرح وہ غلام جو اپنے مالک کے غیر کی طرف اپنی نسبت کرے۔

اور لعنت کی وجہ یہ ہے کہ بندہ جب اپنے مولیٰ کی نعمت کی قدر نہیں کرتا، اس کی نعمتوں کی ناشکری پر اتر آتا ہے تو ظالم قرار پاتا ہے اور ظالموں پر قرآن کریم میں لعنت مذکور ہے، چنانچہ

۱۱۳۔ شرح ابن بطلال، کتاب الفرائض، باب من ادعى إلى غير أبيه الخ، ۳۸۳/۸

حافظ ابو بکر محمد بن عبد اللہ ابن العربی مالکی متوفی ۵۴۳ھ لکھتے ہیں:

إذا كفر نعمة مولاه فقد صار ظالماً، و قد قال الله تعالى ﴿لَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ (هود: ۱۸) (۱۱۴)

یعنی، جب وہ اپنے مولیٰ کی نعمت کی ناشکری کرتا ہے تو وہ ظالم ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿لَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾

اور لعنت کا معنی دھتکارنا اور دُور کرنا ہے، احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء میں نسب بدلنے والے کے لئے قیامت تک اللہ تعالیٰ کی لعنت متتابعہ مذکور ہے تو لعنت جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگی تو معنی ہوگا کہ وہ اس بندے کو اپنی رحمت سے دُور فرما دیتا ہے، اور اسی طرح فرشتوں اور انسانوں کی لعنت بھی مذکور ہے، فرشتوں اور انسانوں کی لعنت میں دو احتمال ہیں، ایک یہ ہے کہ وہ اس شخص پر لعنت بھیجتے ہیں جیسا کہ ظاہر حدیث میں ہے، دوسرا احتمال یہ ہے کہ فرشتے چونکہ اہل ایمان کے لئے استغفار کرتے ہیں، بندہ جب اس جرم کا مرتکب ہو جاتا ہے اور اس پر ملامت و پشیمان ہو کر توبہ نہیں کرتا تو وہ فرشتے اُس کے لئے استغفار ترک کر دیتے ہیں اور اسی طرح انسانوں کی لعنت میں دوسرا احتمال یہ ہے کہ انسان اس کام کو قبیح گردانتے ہوئے مرتکب کو چھوڑ دیتے ہیں چنانچہ حافظ ابو بکر ابن العربی لکھتے ہیں:

و اللعنة هي الطرد، فيكون المراد كما تقدم في وقت أو حال، أو شخص أو على صفة، و أما لعنة الملائكة فإنهم كانوا يستغفرون له، فقطعهم الاستغفار إبعاد له عنهم، و يجوز أن يحمل على ظاهره فيلعنونه، و أما لعنة الناس فهجرانهم، أو إطلاق اللعن له على ظاهر الحديث (۱۱۵)

۱۱۴۔ عارضة الأخوذی، کتاب الولاء، باب ما جاء فيمن تولی غير موالیه الخ، رقم: ۲۱۲۷،

۲۱۹/۸/۴

۱۱۵۔ عارضة الأخوذی، کتاب الولاء، باب ما جاء فيمن تولی غير موالیه الخ، رقم: ۲۱۲۷،

۲۱۹/۸/۴

یعنی، اور لعنت دُور کرنا ہے، دھتکارنا ہے تو جیسا کہ پہلے گزر امرا ہو گئی کسی وقت یا کسی حال میں یا کسی صفت پر (دُور کرنا یا دھتکارنا) اور ملائکہ کی لعنت یہ ہے کہ وہ اس کے لئے استغفار کرتے ہیں تو فرشتے اس شخص کی (اس ممنوع فعل کے ارتکاب کے ذریعے) اُن سے دُوری کے سبب اس کے لئے استغفار قطع کر دیتے ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ اس لعنت کو ظاہر پر محمول کرتے ہوئے کہا جائے کہ وہ اس پر لعنت بھیجتے ہیں، اور لوگوں کی لعنت اُن کا اس شخص کو چھوڑنا ہے یا ظاہر حدیث کی بنا پر اس کے لئے لعنت کا اطلاق ہے (یعنی لوگ اُن پر لعنت کرتے ہیں)۔

نسب بدلنے والے پر اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرمائے گا

حضرت معاذ بن انسؓ جُہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ نے روایت کیا کہ

عن سهل بن معاذ عن أبيه عن النبي ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "إِنَّ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عِبَادًا لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَرْكَبُهُمْ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ"، قِيلَ: مَنْ أُولَئِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "مُتَّبِعُونَ وَالِدَيْهِ، رَاغِبُونَ عَنْهُمَا، وَ مُتَّبِعُونَ وَلَدِهِ، وَ رَجُلٌ أَنْعَمَ عَلَيْهِ قَوْمٌ فَكَفَرُوا بِعَمَلِهِمْ، وَ تَبَرَّأُوا مِنْهُمْ" (۱۱۶)

یعنی، سهل بن معاذ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ اُن سے کلام فرمائے گا اور نہ انہیں پاک فرمائے گا اور اُن کی طرف نظر رحمت فرمائے گا"، عرض کیا گیا یا رسول اللہ یہ

لوگ کون ہیں؟ فرمایا کہ "اپنے والدین سے برأت کا اظہار کرنے والا، اُن سے اعراض کرنے والا اور اپنی اولاد سے برأت کا اظہار کرنے والا اور وہ شخص جس پر کسی قوم نے انعام کیا پس اُس نے اُن (انعام و احسان کرنے والوں) کی نعمت کی ناشکری کی اور اُن سے برأت کا اظہار کیا"۔

اس حدیث شریف کو امام ابو القاسم طبرانی متوفی ۳۲۰ھ نے بھی "المعجم الكبير" (۱۱۷) میں یحییٰ بن ایوب کلاہما عن زبان ابن فائلة و بهذا الإسناد کے طریق سے روایت کیا ہے۔

اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف منسوب کرنا، حقیقی باپ سے برأت اور اس سے اعراض ہے، اسی طرح نسب بدلنا اپنے آباء سے برأت اور اُن سے اعراض ہے اور حدیث شریف میں برأت اور اعراض سے منع کیا گیا اور ارتکاب کرنے والوں کے لئے یہ وعیدیں بیان کی گئیں کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نہ اُن سے کلام فرمائے گا اور نہ انہیں ستھرا رکھے گا اور نہ اُن پر نظر رحمت فرمائے گا۔

اور اس میں بھی وہی تاویلیں ہیں جو پہلے ذکر کی جا چکیں کہ اگر کوئی شخص اس برأت و اعراض کے حرام ہونے کا علم رکھتے ہوئے اسے حلال جانتا ہے تو حدیث شریف اپنے ظاہر پر رہے گی اور اگر حلال نہیں جانتا تو یہ کلمات صرف اس حرام فعل کے مرتکب کے لئے بطور تغلیظ و زجر وارد ہوئے۔

اور علمائے کرام نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ کا ان سے کلام نہ فرما ماحدث غضب سے کنایہ ہے، چنانچہ علامہ ابو الحسن سندھی لکھتے ہیں:

قوله: "لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ"، كناية عن شدة الغضب۔

اور "انہیں ستھرا نہیں کرے گا" کا مطلب ہے کہ انہیں گناہوں کے میل سے پاک نہیں کرے گا اور "ان کی طرف نہیں دیکھے گا" کا مطلب ہے کہ نظر رحمت نہیں فرمائے گا اور نہ کوئی

بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔ (۱۱۸)

نسب بدلنا بہت بڑا بہتان ہے

حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

عبد الواحد بن عبد اللہ النّصری قال: سَمِعْتُ وَائِلَةَ بِنَ الْأَسْقَعِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْفِرْيِ أَنْ يَدَّعِيَ الرَّجُلُ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ" الخ (۱۱۹)

یعنی، عبد الواحد بن عبد اللہ النّصری نے بیان کیا کہ میں نے حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہت بڑا بہتان یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی نسبت اپنے والد کے غیر کی طرف کرے“ الخ۔

اور وہ اس طرح کہ اس سے بڑا بہتان اور کیا ہوگا کہ آدمی اپنے خالق پر بہتان باندھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے جس کے نطفے سے پیدا فرمایا وہ کہتا ہے کہ نہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے نہیں فلاں کے نطفے سے پیدا کیا ہے، اسی طرح اپنے باپ پر بھی بہتان ہے کہ میں نے تیرے نہیں فلاں کے نطفے سے پیدا ہوا ہوں، اسی طرح ماں پر بھی یہ عظیم بہتان ہے۔

۱۱۸۔ تحقیق مسند امام احمد، ۲۴/۳۹۸

۱۱۹۔ صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب بعد باب نسبة الیمن الی اسماعیل،

برقم: ۳۵۰۹، ۲/۴۱۶، ۴۱۷

ذکر کردہ احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء میں وعیدیں

علماء اسلام نے ارشادات نبویہ علیہ التحیۃ والثناء میں وارد کلمات کی جو توجیہات و تاویلات اور اُن میں پائے جانے والے احتمالات ذکر کئے وہ اپنی جگہ درست ہیں، اس میں کوئی کلام نہیں ہے لیکن ایک مسلمان کو چاہئے کہ وہ نسب بدلنے والوں، غیر آباء کی طرف اپنی نسبت کرنے والوں کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں انہیں مد نظر رکھے، اور اس قبیح و شنیع عمل کی گرد سے بھی اپنے آپ کو بچائے اور اُن کا خلا صد درج ذیل ہے:

۱۔ بہت بڑا بہتان ہے۔

جیسا کہ امام بخاری نے اسے حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۲۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے کلام نہیں فرمائے گا۔

۳۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں پاک نہیں فرمائے گا۔

۴۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُن پر نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔

جیسا کہ امام احمد نے انہیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد سے روایت کیا ہے۔

۵۔ اُس پر جنت حرام ہے۔

جیسا کہ امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی اور احمد نے اسے حضرت سعد بن ابی وقاص، اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

۶۔ وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔

جیسا کہ امام ابن ماجہ نے اسے حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

۷۔ اُس پر قیامت تک اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

جیسا کہ امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے اسے حضرت انس بن مالک اور ابوامامہ بابلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

۸۔ اُس پر خود اللہ تعالیٰ اور سب فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے۔

جیسا کہ امام مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، نے اسے حضرت علی المرتضیٰ، ابن عباس اور حضرت عمر بن خطاب، رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

۹۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا کوئی فرض قبول نہیں فرمائے گا اور نہ نفل۔

جیسا کہ امام مسلم، ترمذی اور طبرانی نے اسے حضرت علی المرتضیٰ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

۱۰۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

جیسا کہ امام مسلم اور امام احمد نے اسے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

۱۱۔ وہ کافر ہو جائے گا۔

جیسا کہ امام بخاری، مسلم، ابو داؤد اور احمد نے اسے حضرت ابو ذر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

۱۲۔ نسب کا انکار کفر ہے۔

جیسا کہ امام ابن ماجہ، احمد، طبرانی اور ابن عدی نے اسے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۱۳۔ آدمی کا ایسے نسب کی طرف اپنی نسبت کرنا جو معروف نہیں، کفر ہے۔

امام ابن ماجہ، احمد، طبرانی اور ابن عدی نے اسے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۱۴۔ ایسے نسب کی طرف نسبت کرنا جو معروف نہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے۔

جیسا کہ امام طبرانی، ابن الجعد نے اسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۱۵۔ نسب سے برأت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے۔

جیسا کہ امام طبرانی، بزار اور ابن الجعد نے اسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۱۶۔ نسب کی نفی کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے۔

جیسا کہ امام طبرانی نے اسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۱۷۔ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے۔

جیسا کہ امام بخاری و مسلم نے اسے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

حکم

علماء اسلام نے قرآن کریم کی آیات اور حضور ﷺ کے ارشادات کو سامنے رکھتے ہوئے نسب بدلنے کو غیر باپ کی طرف اپنی نسبت کرنے کو حرام و گناہ لکھا ہے اور اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے، شارح بخاری شیخ الاسلام علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ (۱۲۰) اور شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ (۱۲۱) "صحیح البخاری" کی حدیث (۱۲۲) کے تحت لکھتے ہیں:

و فی الحديث تحريم الانتفاء النسب المعروف، و الإدعاء

إلی غیرہ

یعنی، اور حدیث شریف میں معروف نسب کی نفی اور اپنے آپ کو حقیقی باپ کے غیر کی طرف منسوب کرنے کا حرام ہونا مذکور ہے۔

۱۲۰۔ عملة القاری، کتاب المناقب، باب نسبة الیمن إلى إسماعیل علیہ السلام، رقم: ۳۵۰۸، ۲۵۹/۱۱

۱۲۱۔ فتح الباری، کتاب المناقب، باب نسبة الیمن إلى إسماعیل علیہ السلام، رقم: ۳۵۰۸، ۶۷۰/۶/۸

۱۲۲۔ صحیح البخاری، رقم: ۳۵۰۸

شارح بخاری علامہ شریف الحق امجدی لکھتے ہیں:

جان بوجھ کر سب کو بدلنا حرام و گناہ ہے یہاں تک کہ اس حدیث میں اُسے مگر تک فرمایا ہے، نسب بدلنے کی دو صورتیں ہیں ایک نفی یعنی اپنے باپ کے نسب سے انکار کرنا، دوسرے اثبات یعنی جو باپ نہیں اُسے اپنا باپ بنانا دونوں حرام ہیں جیسا کہ آج کل رواج پڑ گیا ہے بڑی آسانی سے لوگ اپنے آپ کو سید کہنے اور کہلانے لگ جاتے ہیں حالانکہ حقیقت میں وہ سید نہیں غالباً یہ بیماری پہلے بھی رائج تھی۔ (۱۲۳)

اور امام جمال الدین عبد الرحمن بن علی ابن الجوزی متوفی ۵۹۷ھ نے اپنے ایک رسالہ میں والدین سے اعراض اور غیر باپ کی طرف نسبت کو گناہ قرار دیا اور ”مسند امام احمد“ اور ”صحیحین“ سے احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء ذکر کی ہے۔ (۱۲۴)

اور امام ذہبی نے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے جیسا کہ اُن کی کتاب ”الکبائر“ میں ہے۔

اور علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی نے بھی اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ (۱۲۵)

اور لکھا ہے کہ یہ حکم ان احادیث صحیحہ سے صریح ہے اور واضح جلی ہے اگرچہ میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے اس کی تصریح کی ہو۔

۱۲۳۔ نزہۃ القاری شرح صحیح بخاری، کتاب المناقب، حدیث: ۱۸۵۳، ۱۹/۷

۱۲۴۔ بر الوالدین و صلة الرحم، فصل فیمن تبرأ من والديه الخ، و فصل اثم من ادعی إلى غیر آبیہ، ص ۶۱، ۶۲

۱۲۵۔ الزواجر عن اقتراف الكبائر، الكبيرة الثانية و الثالثة و التسعون بعد المائین،

مآخذ و مراجع

- ۱۔ إرشاد العاری (شرح صحیح البخاری)، للقسطلانی، أبی العباس شہاب الدین احمد (ت ۹۲۳ھ)، دار الفکر، بیروت ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۰م
- ۲۔ أشعة اللّمعات۔ للذہلوی، الشیخ عبد الحق بن سیف الدین المحدث (ت ۱۰۵۲ھ)، المکتبۃ التّوریة الرّضویة، سکھر، پاکستان ۱۹۷۶م
- ۳۔ إكمال المعلم بفوائد المسلم، للإمام الحافظ أبی الفضل عیاض بن موسیٰ البیضی، (ت ۵۴۴ھ)، تحقیق الدكتور یحییٰ إسماعیل، دار الوفاء، المنصورة، الطّبعة الأولى ۱۴۱۹ھ، ۱۹۹۸م
- ۴۔ إكمال إكمال المعلم۔ لآبی، الإمام محمد بن خلیفة الوشتانی المالکی، (ت ۸۲۸ھ)، ضبطہ محمد سالم ہاشم، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولى ۱۴۱۵ھ۔ ۱۹۹۴م
- ۵۔ برّ الوالدین و صلة الرّحم، لابن الحوزی، الإمام جمال الدین عبد الرحمن بن علی (ت ۵۹۷ھ)، تحقیق مبروک إسماعیل مبروک، مکتبۃ القرآن، القاهرة
- ۶۔ البحر الزخار (المعروف بمسند البزّار)، للبزّار، الإمام أبی بکر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق العتکی (ت ۲۹۲ھ)، تحقیق الدكتور محفوظ الرّحمن زین اللہ، مکتبۃ العلوم و الحکم، المدینة المنورة، ۱۴۲۴ھ۔ ۲۰۰۳م
- ۷۔ تأویلات أهل السنّة، للسمرقندی، أبی منصور محمد بن محمد بن محمود الماتریدی الحنفی (ت ۳۳۳ھ)، المکتبۃ الحفّانیة، بشار، پاکستان
- ۸۔ تحقیق مسند إمام أحمد، للسید أبی المعاطی التّوری و أحمد عبد البرزاق عید و غیرہما، عالم الکتب، بیروت، الطّبعة الأولى ۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۸م
- ۹۔ تفسیر القرطبی۔ للقرطبی، الإمام أبی عبد اللہ محمد بن أحمد الأنصاری

- ۱۶۸ھ)، دار إحياء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۶ھ - ۱۹۹۵م
- ۱۰- **تفهيم البخاري** (شرح صحيح البخاري)، للعلامة غلام رسول رضوی، فیصل آباد، پاکستان
- ☆ **الجامع الأحكام القرآن** = تفسیر القرطبی
- ۱۱- **حاشية السندی على السنن لابن ماجه**، دار الكتب العلمية، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ - ۱۹۹۸م
- ۱۲- **حاشية السندی على الصحيح للبخاري**، لأبي الحسن نور الدين محمد بن عبد الهادي السندی (ت ۱۱۳۸ھ)، دار الكتب العلمية، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ - ۱۹۹۸م
- ۱۳- **الزواجر عن اقتراف الكبائر**، لابن حجر الهيتمي، الإمام العباس أحمد بن محمد بن علي المكي (ت ۹۷۴ھ)
- ۱۴- **سنن أبي داود**، للإمام سليمان بن أشعث السجستاني (ت ۲۷۵ھ)، دار ابن حزم، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ - ۱۹۹۷م
- ۱۵- **سنن ابن ماجه**، للإمام أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني (ت ۲۷۳ھ)، دار الكتب العلمية، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ - ۱۹۹۸م
- ۱۶- **سنن الترمذی**، للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة (ت ۲۹۷ھ)، تحقيق محمود محمد حسن نصار، دار الكتب العلمية، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۰م
- ۱۷- **سنن الترمذی**، للإمام أبي محمد عبد الله بن عبد الرحمن (ت ۲۰۰ھ)، تخريج الشيخ محمد عبدالعزيز الخالدي، دار الكتب العلمية بیروت
- ☆ **شرح ابن بطلال** = شرح صحيح البخاري
- ۱۸- **شرح صحيح البخاري**، لابن بطلال، الإمام أبي الحسن علي بن خلف بن عبد الملك، مكتبة الرشد، الرياض، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ - ۲۰۰۰م

- ۱۹- **شرح صحيح مسلم**، للثوري، الإمام أبي زكريا يحيى بن شرف النمشقي الشافعي (ت ۶۷۶ھ)، دار الكتب العلمية، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰م
- ۲۰- **شرح صحيح مسلم**، للهرري، العلامة محمد الأمين بن عبد الله الأرمي العلوي الشافعي، دار المنهاج، جدة، ودار طوق النجاة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۳۰ھ - ۲۰۰۹م
- ۲۱- **شرح الطيبي** (على مشكاة المصابيح)، للإمام شرف الدين الحسين بن محمد بن عبد الله الطيبي (ت ۷۴۳ھ)، دار الكتب العلمية، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۲ھ - ۲۰۰۱م
- ۲۲- **صحيح البخاري**، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل الجعفي (ت ۲۵۶ھ)، دار الكتب العلمية، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ - ۱۹۹۱م
- ۲۳- **صحيح مسلم**، للإمام مسلم بن الحجاج القشيري (ت ۲۶۱ھ)، دار الأرقم، بیروت
- ۲۴- **عارضة الأحوذی** بشرح صحيح الترمذی، لابن العربي، للإمام الحافظ أبي بكر محمد بن عبد الله بن محمد بن عبد الله المعروف بابن العربي المالكي (ت ۵۴۳ھ)، دار الكتب العلمية، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ - ۱۹۹۷م
- ۲۵- **فتح الودود في شرح سنن أبي داود**، للشيخ أبي الحسن نور الدين محمد بن عبد الهادي السندی (ت ۱۱۳۸ھ)، تحقيق زكي الخولي، دار لبنة للنشر والتوزيع، مصر، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۰م
- ۲۶- **فتح الباری** شرح صحيح البخاري، للعسقلاني، الحافظ أحمد بن علي بن حجر الشافعي (ت ۸۵۲ھ)، تحقيق الشيخ عبدالعزيز بن عبد الله، دار الكتب العلمية، بیروت، الطبعة الثالثة ۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۰م
- ☆ **الكاشف عن حقائق السنن** = شرح الطيبي
- ۲۷- **الكامل لابن عدي**، الإمام الحافظ أبي احمد عبد الله بن عدي الحرجاني

- (ت ۳۶۵)، تحقیق الشیخ عادل أحمد عبدالموجود، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ - ۱۹۹۷م
- ۲۸۔ **کتاب الدعاء**، للإمام الحافظ أبی القاسم سلیمان بن أحمد الطبرانی (ت ۳۶۰ھ)، تحقیق مصطفیٰ عبدالقادر عطا، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۱م
- ۲۹۔ **کتاب الکبائر**، للناهی، الإمام محمد بن أحمد (ت ۷۴۸ھ)، تحقیق محی الدین مستور، دار ابن کثیر، دمشق، الطبعة الثانية ۱۴۰۵ھ
- ۳۰۔ **كشف الأستار عن زوائد البزار**، للهيثمی، الحافظ نور الدین علی بن أبی بکر (ت ۸۰۷ھ)، تحقیق الشیخ حبیب الرحمن الاعظمی، مؤسسه الرسالة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۳۹۹ھ - ۱۹۷۹م
- ۳۱۔ **الکوثر الجاری** إلى ریاض أحادیث البخاری، لإمام أحمد بن إسماعیل بن عثمان بن محمد الکورانی الشافعی (ت ۸۹۳ھ)، تحقیق الشیخ احمد، دار إحياء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۹ھ - ۲۰۰۸م
- ۳۲۔ **مجمع البحرين** فی زوائد المعجمین، الإمام الحافظ نور الدین أبی الحسن علی بن أبی بکر الهیثمی (ت ۸۰۷ھ)، تحقیق محمد حسن محمد حسن إسماعیل الشافعی، دار الکتب العلمیة، بیروت، ۱۴۱۹ھ - ۱۹۹۸م
- ۳۳۔ **مرفقات المفاتیح** (شرح مشکاة المصابیح)، للإمام الملاء علی بن سلطان محمد القاری (ت ۱۰۱۴ھ) الشیخ جمال عبتانی، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۲ھ - ۲۰۰۱م
- ۳۴۔ **مسند ابن الجعد**، لأبی الحسن علی بن الجعد بن عبید الجوهري (ت ۴۳۰ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الثانية ۱۴۱۷ھ - ۱۹۹۶م
- ۳۵۔ **مکمل إكمال الإكمال**، للإمام محمد بن محمد بن یوسف السنوسی الحسینی (ت ۸۹۵ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۵ھ - ۱۹۹۴م

- ۳۶۔ **مشكاة المصابيح**، للتبریزی، الشیخ ولیّ الدین أبی عبد الله محمد بن عبدالله الخطیب (ت ۷۴۱ھ)، تحقیق الشیخ جمال عبتانی، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۴ھ - ۲۰۰۳م
- ۳۷۔ **مجمع الزوائد ومنیع الفوائد**، للهيثمی، نور الدین علی بن أبی بکر المصری (ت ۸۰۷ھ)، تحقیق عبد القادر عطا، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۲ھ - ۲۰۰۱م
- ۳۸۔ **المُسند**، للإمام أحمد بن حنبل (ت ۲۴۱ھ)، المكتبة الإسلامي، بیروت
- ۳۹۔ **المصنّف**، لابن أبی شیبہ، للإمام أبی بکر عبدالله بن محمد بن أبی شیبہ (ت ۲۳۵ھ)، تحقیق محمد عوّام، المجلس العلمی، ودار قرطبة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۷ھ - ۲۰۰۶م
- ۴۰۔ **المعجم الأوسط**، للطبرانی، الحافظ أبی القاسم سلیمان بن أحمد بن ایوب اللخمي (ت ۳۶۰ھ)، تحقیق محمد حسن بن محمد حسن إسماعیل الشافعی، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ - ۱۹۹۹م
- ۴۱۔ **المعجم الصغير**، للطبرانی، الحافظ أبی القاسم سلیمان بن أحمد بن ایوب اللخمي (ت ۳۶۰ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، ۱۴۰۳ھ - ۱۹۸۳م
- ۴۲۔ **المعجم الكبير**، للطبرانی، الحافظ أبی القاسم سلیمان بن أحمد بن ایوب اللخمي (ت ۳۶۰ھ)، تحقیق حمادی عبدالمحید السلفی، دار احياء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۲ھ - ۲۰۰۱م
- ۴۳۔ **المفهم** لما أشکل من کتاب مسلم۔ للقرطبي، الحافظ أبی العباس أحمد بن عمر بن إبراهيم (ت ۶۵۶ھ)، تحقیق محی الدین ديب مستور أحمد محمد السيد وغيرهما، دار ابن کثیر، بیروت، الطبعة الثالثة ۱۴۲۶ھ - ۲۰۰۵م
- ۴۴۔ **نزهة القاری** شرح صحيح بخاری، للعلامة محمد شريف الحق امجدی، برکاتی پبلشرز، کھارادر، کراچی، پاکستان

نوٹ !!

- ☆ حکومت پاکستان کی طرف سے منی آرڈر فیس میں اضافے کی وجہ سے آپ کو سہولت دی گئی ہے کہ آپ ایک منی آرڈر پر ایک سے زیادہ ممبران کی فیس ایک ساتھ بھیج سکتے ہیں۔
- ☆ ممبر شپ حاصل کرنے کے لئے علیحدہ فارم کی ضرورت نہیں، آپ اسی فارم کو پُر کر کے بھیج سکتے ہیں۔
- ☆ زیادہ ممبران ہونے کی صورت میں اس فارم کی فوٹو کاپی بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔
- ☆ تمام ممبران کو مطلع کیا جاتا ہے کہ فارم جلد از جلد پُر کر کے روانہ کر دیں زیادہ تاخیر کی صورت میں کتاب نہ ملنے پر شکایت قابل قبول نہ ہوگی۔
- ☆ اپنا ایڈریس مکمل اور صاف تحریر کر کے روانہ کریں ورنہ ممبر شپ حاصل نہ ہونے پر ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔
- ☆ پرانے ممبران خط کے علاوہ منی آرڈر پر بھی اپنا ممبر شپ نمبر ضرور تحریر کریں۔
- ☆ اپنا رابطہ نمبر بھی ضرور تحریر کریں۔
- ☆ ممبر شپ حاصل کرنے کے خواہش مند افراد دسمبر 2009ء تک اپنا ممبر شپ فارم جمع کرادیں بصورت دیگر ممبر شپ کا حصول مشکل ہوگا۔

محترم القام جناب..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے تحت ہر ماہ ایک مفت کتاب شائع کرتی ہے جو کہ پاکستان بھر میں بذریعہ ڈاک بھیجی جاتی ہے گزشتہ دووں جمعیت نے مال رواں کے لئے اپنے سلسلہ مفت اشاعت کی نئی پالیسی کا اعلان کیا ہے جس کے تحت حکومت کے اعلان کے مطابق ڈاک کے اخراجات میں سو فیصد اضافے کی وجہ سے ممبر شپ حاصل کرنے کی فیس 100/- روپے مالانہ کر دی گئی ہے۔

اس خط کے ذریعے آپ سے اتنا س ہے کہ آپ اس خط کے آخر میں دیتے ہوئے فارم پر اپنا مکمل نام اور پتہ خوشخط لکھ کر ہمیں منی آرڈر کے ساتھ ارسال کر دیں تاکہ آپ کو سنے سال کے لئے جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کے سلسلہ مفت اشاعت کا ممبر بنایا جائے۔ صرف اور صرف منی آرڈر کے ذریعے بھیجی جانے والی رقم قابل قبول ہوگی، خط کے ذریعے نقد رقم بھیجنے والے حضرات کو ممبر شپ جاری نہیں کی جائے گی۔ البتہ کراچی کے رہائشی یا دوسرے جو حضرات وقتی طور پر دفتر میں آکر فیس جمع کر دیا جائیں تو وہ روزانہ شام 4 بجے سے رات 12 بجے تک رابطہ کر سکتے ہیں، ممبر شپ فارم جلد از جلد جمع کروائیں۔ دیگر تک وصول ہونے والے ممبر شپ فارم پر مال کی پوری 12 کتابیں ارسال کی جائیں گی البتہ اس کے بعد موصول ہونے والے ممبر شپ فارم پر مہینے کے اعتبار سے بتدریج ایک ایک کتاب کم ارسال کی جائے گی مثلاً اگر کسی کا فارم جنوری میں موصول ہوا تو اسے 11 کتابیں اور اگر کسی کا فروری میں موصول ہوا تو اسے 10 کتابیں ارسال کی جائیں گی۔

نوٹ: اپنا نام، پتہ، ممبر شپ نمبر اور سیریل نمبر (منی آرڈر اور فارم دونوں پر) اردو زبان میں نہایت خوشخط اور خوب واضح لکھیں تاکہ کتابیں بروقت اور آسانی کے ساتھ آپ تک پہنچ سکیں۔ نیز پرانے ممبران کو خط لکھنا ضروری نہیں بلکہ منی آرڈر پر اپنا موجودہ ممبر شپ نمبر لکھ کر روانہ کر دیں اور خط لکھنے والے حضرات جس نام سے منی آرڈر بھیجیں خط بھی اسی نام سے روانہ کریں۔ منی آرڈر میں اپنا فون نمبر ضرور تحریر کریں۔ تمام حضرات دیگر تک اپنا فارم جمع کرادیں۔

جمعیۃ اشاعت اہلسنت پاکستان
سید محمد طاہر نعیمی (معاون محمد سعید رضا)
شعبہ نشر و اشاعت 021-32439799
نور محمد کاغذی بازار، منٹھا، دہ کراچی۔ 74000
0321-3885445

..... نام
..... مکمل پتہ

..... فون نمبر
نوٹ: ایک سے زائد افراد ایک ہی منی آرڈر میں رقم روانہ کر سکتے ہیں اور فارم نہ ملنے کی صورت میں اس کی فوٹو کاپی استعمال کی جا سکتی ہے۔